راحۃ القلوب فی مولد المحبوب

مولانا عبدالسمیع بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لے کے بیدل خدا کا اول نام
پھر پیغمبر پہ اپنے بھیج سلام

آل و اصحاب ہیں جو اہل رشاد
رضی اللہ سے کر ان کو شاد

پھر کتابیں تو لے کے با تنقیح
معتبر معتبر صحیح صحیح

مولد اپنے نبی کا کر مرقوم
وہ نبی جن کی ہے جہاں میں دھوم

شہرہ عالم میں ہے تمام ان کا
عرش سے فرش تک ہے نام ان کا

ختم ہیں آپ پر صفات کمال
ہیں بہم آپ میں جلال و جمال

کل جہاں شاخ و برگ وہ گل ہے
ہے اسی گل میں جو تجمل ہے

آپ کو حق نے ازرہ آداب
کیا یا ایہا النبی سے خطاب

انبیاء کرتے ہیں ادب ان کا
ہے شہ انبیاء لقب ان کا

دیکھی موسیٰ نے جبکہ شان ان کی
امتی ہونے کی تمنا کی

ان کا تابع رہے سدا راضی
ہیں وہ راضی تو ہے خدا راضی

کس کی قسمت جو مصطفےٰ سے ملے
جو ملے ان سے بس خدا سے ملے

جب سے ہیں مصطفےٰ مدینے میں
باغ جنت کھلا مدینے میں

ہائے ہم ایسا چھوڑ کر گلزار
دشتِ پُر خار ہند میں ہوں خوار

تف ہے ہندوستاں کے جینے کو
اے خدا لے چل اب مدینے کو

کاش واں تک مجھے خدا لے جائے
مجھ کو واں کی ہوا اُڑا لے جائے

عیش و عشرت سے واں مدام رہوں
صبح و شام آپ پر سلام کہوں

بیدل اب شوق میں بڑھا نہ کلام
تجھ کو لکھنا ہے ذکر خیر انام

ساحتِ شوق کی روش کو چھوڑ
سوئے مولد قلم کی باگیں موڑ

طالبان حق پر ظاہر ہو کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ سوا اس پاک پروردگار کے کوئی چیز مخلوقات و ممکنات سے ازل میں موجود نہ تھی حدیث صحیح میں ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ یعنی اللہ تعالیٰ تھا اور نہیں تھی ساتھ اس کے کوئی چیز پس حق سبحانہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس مخلوقات کو جو بالکل نیست تھی ہست بنایا اور جلوہ اپنی ربوبیت کا ظاہر فرمایا۔ (روضۃ الاحباب)

نظم

پہلے کچھ بھی نہ تھے یہ ارض و سما	جلوہ فرما تھا بس خدا ہی خدا
تھا وہی ایک لاشریک لہٗ	وحدہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھو
ایک بھی نور کا ظہور نہ تھا	تھا وہ نور اور کوئی نور نہ تھا
چاہا اس نے کہ اب ظہور کروں	سب پہ ظاہر میں اپنا نور کروں
پہلے پیدا نبی کا نور کیا	پھر سب اس نور سے ظہور کیا
اس نبی پر ہوں بار بار سلام	پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اصل مرام و خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت باری عز اسمہ نے (کہ ذات و صفات اس کی ایک خزانہ بے نام و نشان کی طرح پوشیدہ اور نہاں تھی) چاہا کہ سب کو میری معرفت اور پہچان ہو کل عالم میں ظاہر میرا نام اور نشان ہو تب اس خالق بے نیاز اور صانع بے نیاز نے طرح طرح کی مخلوقات اور قسم قسم کی موجودات کو پیدا کیا اور جلوہ اپنی خدائی کا ہویدا کیا اور روایت صحیح اور مذہب اہل تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل مخلوقات سے پہلے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا نور کرامت ظہور پیدا کیا۔

چنانچہ روایت کی عبدالرزاق نے اپنے اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ صحابی انصاری سے کہ فرمایا انہوں نے پوچھا میں نے حضرت محمد ﷺ سے،

یارسول اللہ آپ پر قربان ہوں ماں اور باپ میرے۔ خبر دیجئے مجھ کو کہ اول خدا نے کیا چیز سب سے پہلے بنائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا سب سے پہلے نور تیرے نبی ﷺ کا اپنے نور سے۔ پس پھرتا رہا یہ نور ساتھ قدرت کے جہاں چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ نہ تھے اس وقت میں لوح و قلم نہ بہشت نہ دوزخ نہ فرشتے نہ زمین و آسمان نہ چاند اور سورج اور نہ جن نہ انسان۔ مواہب اللدنیہ اور یہ جو اس حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نبی کریم ﷺ کا نور پیدا کیا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اپنے نور میں سے کچھ نور نکال کر نور محمدی ﷺ بنایا۔ اس لئے کہ حق تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک میں یہ امر ممکن نہیں کہ اس میں سے کچھ جدا کیا جائے یا کچھ اس میں اور بڑھایا جائے۔ پس مضمون حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ غیر اپنی تجلی نور سے نبی ﷺ کا نور جلوہ گر کیا۔

اور کتاب التشریفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی کتنی عمر ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ بات کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہے کہ ستر ہزار برس پیچھے ایک بار نکلتا ہے میں نے وہ ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ پس فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے۔ اے جبرئیل (علیہ السلام) قسم ہے عزت پروردگار جل جلالہ کی کہ وہ ستارہ میں ہوں۔ (سیرت حلبی)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ حدیث صحیح ہے یعنی "سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور ہے"۔

(مدارج النبوت)

اور وہ جو بعض روایات میں آیا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلُ اور بعض

روایات میں آیا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ اہل تحقیق یوں فرماتے ہیں کہ ان عبارات ثلاثہ کا حاصل ایک ہے یعنی وہ نور محمد ﷺ جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اس کی کئی شانیں اور کئی حیثیتیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے مبدا اور تمام اشیاء کو تعقل کرتا ہے اور سمجھتا ہے اس کو ساتھ لفظ عقل کے تعبیر فرمایا۔ اور اس نظر سے کہ نقش تمام علوم کے لوح محفوظ میں اس کے واسطے سے ثبت ہوئے اس پر لفظ قلم کا اطلاق کیا۔ اور اس سبب سے کہ جمیع کمالات محمدی ﷺ اس نور کے پرتوے ہیں اس نور کو نور محمدی اور نور نبوت فرمایا۔ (روضۃ الاحباب)

اور بعض محدثین اور شراح حدیث نے اس کی تطبیق میں فرمایا ہے کہ در حقیقت سب سے پہلے نور محمدی ﷺ پیدا کیا گیا۔ بعد ازاں اجسام میں سے اول قلم کو پیدا کیا اور مجردات میں سے اول عقل کو پیدا کیا گیا۔ اور اسی طرح اجرام عالیہ میں سے اول عرش کو پیدا کیا۔ اور جس قدر چیزیں پانی سے پیدا ہوئیں ان سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا۔ خلاصہ یہ ہے جن اشیاء کے لئے احادیث سے اولیت اور سابقیت معلوم ہوتی ہے وہ اولیت اضافی ہے یعنی وہ چیز بہ نسبت بعض چیزوں کے اول ہے۔ اور اولیت نور محمدی ﷺ کی حقیقی ہے یعنی آپ کا نور فی الحقیقۃ ہر جزو کل مخلوق سے اول ہے۔ اس سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی یہ خلاصہ ہے کلام علامہ قسطلانی اور شیخ زرقانی کا۔

غرضیکہ محدثین و ارباب سیر کے نزدیک اولیت حقیقی سوائے نور محمد ﷺ کے کسی چیز کے لئے ثابت نہیں۔ اور یہی مذہب ہے ارباب کشف و شہود کا۔

چنانچہ سلطان العارفین سیدی محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ کے چھٹے باب میں ابتدائے آفرینش کی ایک کیفیت عجب بیان کر کے آنحضرت ﷺ کے بیان میں لکھا ہے۔ فَکَانَ مُبْتَدَأُ الْعَالَمِ بِأَسْرِهٖ وَاَوَّلُ ظَاهِرٍ فِي الْوُجُوْدِ یعنی

(آپ ہیں شروع تمام عالم کے اور اول ظاہر وجود میں)۔

نظم

پہلے پیدا خدا نے ان کو کیا — سب سے اعلیٰ خدا نے ان کو کیا
اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
خلق اُن سے نہیں کوئی اول — اولوں سے بھی ہیں وہی اول
کل زمانہ ہے مصطفےٰ کے بعد — سب سے افضل ہیں وہ خدا کے بعد
کچھ خدا کے سوا نہ تھا موجود — تب سے ہے نور مصطفےٰ موجود
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

کل ارباب سیر رحمہم اللہ کے نزدیک ثابت ہے کہ جمیع مخلوقات کا وجود جوہر نور محمدی ﷺ سے پیدا ہوا۔ اور اصحاب خبر نے اس کیفیت کی تشریح میں عبارات عجیب اور اشارات غریب بیان فرمائے ہیں۔ اور بہت حدیثیں طرح طرح کی اور روایتیں قسم قسم کی اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

حاصل ان تمام روایات و احادیث کا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے پیدا ہونے آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور فرشتے اور جن اور بشر اور تمام مخلوقات سے کئی ہزار برس پہلے نور محمدی ﷺ پیدا کیا۔ اور فضائے عالم قدس میں اس نور کی تربیت فرماتا رہا کبھی اس کو ساتھ سجود کے مامور کرتا اور کبھی تسبیح اور تقدیس میں مشغول رکھتا اور واسطے ٹھہرانے اس نور کے بہت پردے بنائے۔

ہر پردے میں ایک مدت دراز تک ساتھ تسبیح خاص کے مشغول فرمایا۔ بعد ازاں اس نور پاک نے ان پردوں سے باہر نکل کر سانس لینا شروع کیا۔ اُن متبرک سانسوں سے فرشتے اور ارواح انبیاء اور اولیاء اور صدیقین اور سائر مومنین

کو پیدا کیا۔ اور اس جوہر نور سے عرش و کرسی و لوح و قلم بہشت و دوزخ اور اصول مادی آسمان اور زمین کے اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارے اور دریا اور ہوائیں اور پہاڑ پیدا کئے۔ زمین اور آسمان کو پھیلا کر سات سات طبقے بنائے اور ہر طبقے میں ایک مخلوق کا مقام ٹھہرایا۔ (روضۃ الاحباب)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نور نے سانس لینا شروع کیا ان سانسوں سے انبیاء اور اولیاء اور شہدا اور عرفا اور علما اور عباد اور زہاد اور عام مومنین کی روحیں موجود ہوگیں۔ اس وقت اس نور کو دس حصے پر تقسیم کیا دسویں حصے سے اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر بنایا طول اس کا چار ہزار برس کا اور عرض اس کا چار ہزار برس کا پھر اس جوہر میں ایک نظر فرمائی وہ جوہر کانپ کر آدھا پانی ہوگیا اور آدھا آگ۔ اس پانی سے دریا پیدا ہوئے ہیں ان دریاؤں سے موجیں لہرائیں تحریک امواج سے ہوائیں چلنی شروع ہوگیں اور ان ہواؤں نے خلا میں قرار پکڑا۔

پھر آگ کو پانی پر غالب کیا پانی نے جوش کھایا۔ جھاگ اُس میں ظاہر ہوا۔ اس جھاگ سے زمین پیدا ہوئی۔ اور اس جھاگ سے جو بخار اُٹھا اس سے اصل مادہ آسمان کا بنا۔ اور موجوں کے سخت آنے سے پہاڑ بنے۔

پھر ایک تجلی پہاڑوں میں پہنچی اس سے معادن پیدا ہوئے۔ اور جب لوہا پتھر سے ٹکرایا اس میں سے شرارے جھڑ کے آگ جل اُٹھی۔ اور مادہ دوزخ کا بنا۔ بعد ازاں زمین کو پھیلایا تا کہ حیوانات اور وحشی جانور اور درندے اور چوپائے اس میں مقام کریں۔ پھر زمین کے سات طبقے بنائے ہر طبقے میں مخلوقات کے مقام ٹھہرائے۔ اور آگ کے شعلوں سے جنات کو پیدا کیا اور زمین کو ان کے تصرف میں چھوڑا۔ بہشت کو ساتویں آسمان پر اور دوزخ کو ساتویں زمین کے نیچے ٹھہرایا۔ اور روشنی عالم کے لئے سورج اور چاند اور ستارے چمکائے اور نور اور

ظلمت کے مادوں سے رات اور دن بنائے۔

(نقل کیا اس روایت کو نورالدین ابو سعید بورانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب حدیث سے اپنے مولد فارسی میں)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
ہے وہ پیارا نبی سراپا نور — ہے یہ کل کائنات جس کا ظہور
نور سے جس کے کل بنا عالم — آسمان و زمین و لوح و قلم
برگ ہے یا شگوفہ یا گل ہے — جلوہ حضرت کے نور کا کل ہے
وہ نہ ہوتے تو کب جہاں ہوتا — جلوہ جو حق کا ہے نہاں ہوتا
سب پہ ظاہر خدائی اُن سے ہوئی — خلق کی رہنمائی ان سے ہوئی
جب محمد ہوئے رسول اللہ — تب کھلا لا الٰہ الا اللہ
گر نہ کرتا وہ نور جلوہ گری — ہوتے کب جن و انس و حور و پری
ہے یہ سب اس کے نور کا صدقہ — سب ظہور اس ظہور کا صدقہ
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جبکہ حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے نور محمدی ﷺ کو بہت حصے کر کے ہر حصے سے اصل مادہ ایک مخلوق کا بنایا تب اُسی نور کا ایک حصہ لے کر واسطے وجود باجود آنحضرت ﷺ کے مخصوص فرمایا اور قبر شریف کی ایک مٹھی خاک میں وہ نور ملا کر آب جنت سے گندھوایا اور آپ کا خمیر پُر تنویر بنوایا۔

چنانچہ یہ روایت اکثر موالید اور کتب سیر میں مرقوم ہے اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ "جب چاہا اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا محمد مصطفےٰ ﷺ کا۔ جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ لے آوے وہ مٹی جو قلب زمین ہے اور زمین کا نور

تر کیا ہے۔

پس اُترے حضرت جبریل علیہ السلام ساتھ ملائکہ فردوس اور ملائکہ ساتویں آسمان جو نہایت بلند ہے۔ اور لی جبریل امین علیہ السلام نے ایک مٹھی خاک اس مقام سے کہ جس جا آنحضرت ﷺ کی قبر شریف ہے۔ اور تھی وہ خاک سفید چمکتی ہوئی پھر گوندھی گئی وہ خاک ماء تسنیم سے۔ جو ایک نہایت اعلیٰ چشمہ ہے انہار جنت سے۔ پس ہو گیا یہ خمیر گندھ کر مانند بڑے موتی روشن کے۔ کہ اس میں شعاع عظیم نکلتی تھی پس فرشتے لے پھرے اس خمیر پر تنویر کو گرد عرش اور کرسی کے۔ اور تمام آسمان و زمین میں اور پہاڑوں اور دریاؤں پر۔ پس پہچان لیا فرشتوں نے اور تمام خلق نے حضرت فخر عالم سردار بنی آدم ﷺ کو۔ اور جان لیا سب نے آپ کی فضیلت اور اکرام کو پہلے اس سے کہ جانیں حضرت آدم علیہ السلام کو۔

(ذکر کیا اس روایت کو امام عارف ربانی عبداللہ بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بھجۃ النفوس میں اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء الصدور میں)

(مواہب اللدنیہ)

اور بیان کیا اسی روایت کو ابو سعد رحمۃ اللہ علیہ نے شرف المصطفے میں۔ اور ابن جوزی نے وفا میں۔ (شرح مواہب)

واضح ہو کہ جس جگہ کی خاک آپ کے خمیر پاک میں روز ازل سے شریک ہوئی تھی۔ اسی جگہ بعد انتقال آپ کی قبر شریف ٹھہری۔ اس جگہ کی فضیلت جو علمائے دین نے بیان فرمائی ہے قابل شنوائی ہے۔ شامی حاشیہ در مختار میں جو علمائے حنفیہ میں کتاب نامی اور مختار ہے مرقوم ہے کہ اہل سنت والجماعت نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ سب شہروں میں افضل شہر مکہ اور مدینہ ہے۔ اور پھر یہ بات کہ ان دونوں میں افضل کون ہے اس میں اختلاف ہے لیکن مدینے کی وہ

زمین جس سے رسول مقبول ﷺ کا بدن مبارک ملا ہوا ہے یعنی قبر شریف با اختلاف کل علمائے دین کے نزدیک کعبے سے افضل ہے بلکہ خاص بیت اللہ یعنی کعبے سے افضل ہے۔

نقل کیا ہے اس پر اجماع کو قاضی عیاض وغیرہ نے اور منقول ہے ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے اور موافق ہوئے ساتھ اس کے علمائے کبار اس قول میں اور عبارت فتاویٰ در مختار کی یہ ہے۔

فَإِنَّهُ أَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰى مِنَ الْكَعْبَةِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ ○

غرضیکہ موضع قبر شریف کی شان عظیم ہے۔ اس کی عظمت اور شرافت کو کوئی ٹکڑا زمین اور آسمان کا نہیں پہنچتا۔ نہ کعبہ نہ عرش نہ کرسی مسلمانوں خیال کرنے کا مقام ہے جبکہ زمین قبر شریف بباعث ملنے بدن مبارک آپ کے یہ رتبہ بلند اور طالع ارجمند پاوے کہ کعبہ اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہو جاوے پس خاص عنصر لطیف جس کے خمیر میں چند جوہر شریف شریک ہیں اس کی عظمت اور جلال کا کیا بیان ہو کہ عقل حیران ہے اور زبان لابیان ہے۔

نظم

کوئی حضرت کی شان کیا جانے ان کے رتبے کو بس خدا جانے
اے خدا دم بدم درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ حبیب خدا بشیر و نذیر آب جنت سے جس کا ہووے خمیر
خاک پاک اور بہشت کا پانی کیوں نہ ہو یہ خمیر نورانی
کس کا جوہر بنا ہے ایسا لطیف آپ گوہر ہو جس کے آگے کثیف
ایسا روشن تجلی ہو جس سے چاند چاند کیا بلکہ ہووے سورج ماند
اسکی طینت پہ ہووے جان نثار اک فقط جان کیا جہان نثار

اس نبی پر ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا اصحاب رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کس وقت ملی آپ کو نبوت۔ فرمایا جس وقت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بدن میں روح نہیں ڈالی گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو اس وقت نبوت عنایت ہو چکی تھی۔ (روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے)

اور میسرہ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی ہوئے تھے۔ فرمایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔ (روایت کی یہ امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور صحیح کی اس حدیث کی حاکم نے)

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور حضرت آدم علیہ السلام پڑے ہوئے تھے اپنی مٹی اور خمیر میں (یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے)۔ (مواہب اللدنیہ)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگرچہ آپ بباعث بعض حکمت اور مصلحت کے اس عالم دنیا میں سب انبیاء علیہم السلام کے بعد پیدا کیے گئے اور سب سے پیچھے آخر زمانے میں ہدایت عالم کے لئے بھیجے گئے لیکن آپ اس عالم میں درگاہ خداوند کریم سے خلعت نبوت سب سے اول پہن چکے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے نبی مرسل بن چکے تھے بلکہ کہتے ہیں کہ آپ اس عالم میں ارواح انبیاء علیہم السلام کی تربیت فرماتے تھے اور علوم الٰہی ان کو پہنچاتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

پس آنحضرت ﷺ اس عالم میں بھی نبی تھے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ اس عالم دنیا میں آ کر نبی ہوئے اس عالم میں سب کی نبوت دبی ہوئی تھی

اور علم الٰہی میں چھپی تھی اور نبوت ہمارے نبی کریم ﷺ کی ظاہر اور کھلی تھی چنانچہ حدیث میسرۃ الفجر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم قدرت سے ساق عرش پر لکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء۔ اور لکھا نام حضرت کا بہشت کے دروازوں پر اور قبوں اور خیموں اور درختوں کے پتوں پر۔ (روضۃ الاحباب)

اور ظاہر ہے کہ یہ لکھنا اظہار اور شہرت کے لئے تھا تاکہ ملائکہ وغیرہ سب آپ کو جانیں اور آپ کی فضیلت و شان کو پہچانیں اور حدیث کعب الاحبار میں اوپر بیان ہو چکا کہ فرشتے لئے پھرے آپ کو تمام آسمان و زمین میں اور پہچان لیا تمام عالم نے آپ کی فضیلت اور اکرام کو قبل اس سے کہ جانیں حضرت آدم علیہ السلام کو اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

كُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِيَاءِ خَلْقًا وَّاٰخِرَهُمْ بَعْثًا۔

یعنی میں کل پیغمبروں سے اول ہوں پیدائش میں اور پیچھے ہوں اس عالم کے بھیجے جانے میں۔ روایت کی یہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اور ابو اسحاق نے اپنی تاریخ میں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور سہل بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں امام باقر رضی اللہ عنہ سے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عہد لیا اور فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے سب سے پہلے فرمایا بَلٰى اَنْتَ رَبُّنَا یعنی کیوں نہیں اے اللہ تو رب ہمارا ہے۔ پس اس لئے آپ مقدم ہیں سب انبیاء پر اور روایت ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آدم علیہ السلام سے پیچھے کوئی نبی مگر پہلے اقرار لے لیا ہے اس سے کہ اگر آویں اس کی زندگی میں محمد مصطفےٰ ﷺ تو وہ نبی اور اس کی قوم ایمان لاویں ان پر۔ اور مدد کریں ان کی۔

اور اسی طرح روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ان دونوں روایتوں کو عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں۔

اور اسی طرح روایت کی ابن عساکر اور بغوی وغیرہ نے۔

اور بعض روایت میں آیا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا نور ہمارے نبی ﷺ کا (اور نکالے اس سے انوار انبیاء علیہم السلام کے چنانچہ احادیث سابقہ میں گزر چکا) تب حکم کیا اس کو کہ نظر کرے طرف انوار انبیاء علیہم السلام کے۔ پس دب گئے انوار ان کے نور نبی ﷺ سے۔ تب کہا انہوں نے اے رب ہمارے کس کے نور نے ہمارے نور کو دبا لیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ نور محمد ﷺ ابن عبد اللہ کا ہے۔ اگر ایمان لاؤ اس پر کروں میں تم کو نبی۔ کہا انہوں نے ایمان لائے ہم اس پر اور اس کی نبوت پر۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا گواہ رہوں میں تمہارے اس اقرار پر۔ سبھوں نے عرض کی ہاں پس اسی معنی کی طرف اشارہ ہے کلام مجید فرقان حمید میں۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِينَ ○

کہا شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت شریف میں بڑی تعظیم نکلتی ہے حضور نبی کریم ﷺ کی۔ اور صاف واضح ہوتا ہے اس آیت سے کہ اگر بالفرض والتقدیر اور انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں آپ تشریف لاتے تو سب پیغمبر علیہم السلام آپ پر ایمان لاتے اور آپ ان کے نبی مرسل ہوتے۔ پس نبوت آپ کی عام ہے واسطے جمیع خلق کے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روز قیامت تک واسطے انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کے۔ اور وہ جو صحیحین میں ہے۔ بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً

آپ کے زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ روز ازل سے قیامت تک آپ سب کے نبی ہیں اور خوب کھل جاتے ہیں اس تقریر پر معنی اس حدیث کے کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ یعنی آپ کی نبوت اس وقت سے ثابت ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے تن میں روح نہیں ڈالی گئی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ اس وقت سے اب تک جو لوگ پیدا ہوئے آپ سب کے نبی ہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ شب معراج کو انبیاء علیہم السلام نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ امام ہوئے۔

اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ روز قیامت آپ کے ہاتھ میں لوائے حمد ہو گا اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب انبیاء علیہم السلام آپ کے لوا کے نیچے ہوں گے۔ اور اگر حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے وقت میں آپ کو اتفاق تشریف لانے کا ہوتا تو واجب ہو جاتا ان کو اور ان کی امتوں کو ایمان لانا آپ ﷺ پر۔ اور یہ عہد لیا گیا ہے ان سب سے۔

(مواہب اللدنیہ)

اور اسی طرف اشارہ ہے وہ جو روایت دارمی میں واقع ہوا ہے کہ فرمایا آپ نے اگر ہوتے حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ اور پاتے میری نبوت کا زمانہ تو بیشک اتباع کرتے میری۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے نہ بن آتا ان کو سوا میرے اتباع کے۔ ان دلائل سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء اور کل اہل عالم کے پیشوا ہیں۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام | اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

وہ نبی جو ازل سے ہیں مقبول | کہتے ہیں سب جنہیں خدا کا رسول

کل حسینوں کی ان سے شان دبی | حبذا شان سید عربی

حسن ایسا ہوا ہے کس کو نصیب | انتہا یہ کہ تھے خدا کے حبیب
اُن کے آگے ہے کیا بشر کا نور | گرد ہے شمس اور قمر کا نور
رتبہ عالم میں ہے بڑا اُن کا | نام ہے عرش پر لکھا اُن کا
آپ اُس دم بھی تھے عالم میں | دم نہ آیا تھا جب کہ آدم میں
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام | پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اس عالم میں آنحضرت ﷺ نے جو مقامات طے کیے۔ اور طرح طرح کی تسبیح اور تقدیس میں مشغول رہے۔ ان حالات عجیب اور کیفیات غریب کا بیان دشوار ہے۔ وہم وخیال کو اپنی نارسائی کا اقرار ہے۔ ہر مدت میں نور محمدی کا ایک حال ہوتا تھا۔ ہر زمانے میں ایک درجہ طے کر کے دوسرے مقام کی راہ چلتا تھا۔ ایک وقت وہ تھا کہ آپ کا نور کل اشیا سے اول پیدا کیا گیا۔ اور وہ نور جہاں پروردگار نے چاہا وہاں پھرتا رہا۔ پھر ایک وقت وہ ہوا کہ پیدائش زمین اور آسمان سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ پر آپ کا نام خاتم النبیین لکھا گیا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں مذکور ہے ''پھر ایک وقت اور آیا کہ آپ ﷺ کی صورت پاک بہ نسبت نور سابق کے ایک شکل خاص پر مجسم بنائی گئی۔ غرض کہ ان اوقات میں سے ایک وقت کا بیان یہ ہے کہ ایک روایت کی ابن مرزوق نے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے۔ اور انہوں نے اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ میں چودہ ہزار برس پہلے پیدا ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ایک نور تھا اپنے پروردگار کے نزدیک۔ (مواہب اللدنیہ)

اور ایک روایت میں آیا ہے جبکہ نور محمدی ﷺ بارہ حجاب طے کر کے باہر نکلا چار ہزار برس صفحۂ لوح پر چمکتا رہا۔ اور سات ہزار برس ساق عرش پر دمکتا

رہا۔ انجام کار یہ ہوا کہ جو آپ کا خمیر تھا وہ نور اس میں ملایا گیا۔ اور آدم علیہ السلام کی پشت میں سونپا گیا۔ (نقل کیا اس کو ابو سعید بوراتی نے اپنے مولد میں)

اور حدیث ہے جبکہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سونپا وہ نور محمدی ﷺ ان کی پشت میں۔ پس چمکتا تھا یہ نور ان کی پیشانی میں اور غالب تھا تمام بدن کے نور پر۔ پھر بٹھایا اللہ تعالیٰ نے ان کو سریر مملکت پر۔

(مواہب اللدنیہ)

اور روایت کی حکیم ترمذی نے جبکہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو۔ بٹھایا ان کو یاقوت سرخ یا سونے کے تخت پر۔ جس کے سات سو پائے تھے۔ اور اٹھایا اس کو جبرئیل امین علیہ السلام اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام نے اپنے بازوؤں پر۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لے پھرو اس کو آسمانوں میں تاکہ دیکھے یہ عجائبات یہاں کے پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ پھریں منہ اپنے عرش کی طرف۔ تاکہ سجدہ کریں سامنے اس کے اور اس تخت کا نام سریر مملکت تھا۔

(شرح مواہب)

اور تفسیر کبیر کے شروع تلک الرسل میں ہے کہ حکم کیے گئے فرشتے ساتھ سجود آدم کے اس لئے کہ نور محمدی ان کی پیشانی میں تھا۔ سبحان اللہ نور محمدی ﷺ کی عظیم شان ہے کس قدر اس سے جاری برکت و فیضان ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کی بدولت یہ مراتب حاصل ہوئے۔ ملائکہ مقربین ان کے تخت کے حامل ہوئے۔ اسمائے جمیع مخلوقات کا علم پایا۔ ملائکہ زمین و آسمان نے ان کے آگے سر جھکایا۔ جبرئیل علیہ السلام کو اس سر جھکانے کے صلے میں انزال وحی کی خدمت مرحمت ہوئی۔ اور اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کے ساتھ خصوصیت عنایت ہوئی۔ ابلیس نے جو سر جھکانے میں غرور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی درگاہ سے اس کو دور کیا۔ غرضیکہ

یہ جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کا پاس ادب تھا۔ ان کے فرمانبرداروں پر انعام الٰہی اور سرکشوں پر غضب تھا۔ یہ سب نور محمدی ﷺ کا سبب تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بلکہ کل عالم کی نمود آپ کے وجود باجود کا طفیل ہے۔

چنانچہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد! پروردگار آپ کا فرماتا ہے کہ اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ ﷺ کو اپنا حبیب ٹھہرایا۔ اور پیدا نہ کیا میں نے کسی مخلوق کو بزرگ زیادہ آپ سے۔ اور پیدا نہ کیا میں نے دنیا اور جو دنیا میں ہیں مگر اس واسطے کہ معلوم کراؤں ان کو آپ کی بزرگی اور قدر و منزلت جو میرے نزدیک ہے۔ اور اگر آپ نہ ہوتے نہ پیدا کرتا میں دنیا کو۔ (مواہب اللدنیہ)

اور روایت کی ابو الشیخ نے طبقات میں اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ کہ ایمان لاؤ تم اوپر محمد ﷺ کے اور حکم کرو اپنی امت کو کہ ایمان لاویں ان پر۔ اس لئے کہ اگر نہ پیدا کرتا میں محمد ﷺ کو تو نہ پیدا کرتا میں حضرت آدم علیہ السلام کو۔ اور نہ بہشت اور دوزخ کو اور تحقیق پیدا کیا میں نے عرش کو پانی پر۔ پس ہلنے لگا عرش۔ پھر لکھ دیا میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب ہلنے سے ٹھہر گیا۔ (صحیح کی اس حدیث کی حاکم نے اور قائم رکھا اس حدیث کو شیخ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء الاسقام میں اور بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں) اور دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو نہ پیدا کرتا میں آپ کو اے محمد ﷺ تو نہ پیدا کرتا میں بہشت کو۔

اور نہ پیدا کرتا میں دوزخ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ تحقیق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی ﷺ کو کہ ”تیرے سبب سے پھیلاتا ہوں میں زمین کو اور ہلاتا ہوں پانی کی لہروں کو اور بلند کرتا ہوں آسمان کو اور مقرر کرتا ہوں ثواب اور عذاب“۔ (شرح مواہب)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کا نور ہے ازلی — فیضیاب اس سے کل نبی و ولی
پُشت آدم میں جب وہ نور اُترا — بن گیا جسم نور کا پتلا
ہو گیا سینہ علم سے معمور — جھک گئے سب ملائک اُن کے حضور
رتبہ آدم کو جو خدا سے ملا — فی الحقیقت وہ مصطفےٰ سے ملا
گر نہ ہوتے وہ سیدالعالم — ہوتے کب آدم اور بنی آدم
خاک کو اقتدار اُن سے ہوا — عرش کو افتخار اُن سے ہوا
حق نے اپنا کیا ہے ان کو حبیب — یہ تقرب ہوا ہے کس کو نصیب
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

روایت ہے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل کئے گئے بباعث تنہائی کے گھبرائے پھرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر نیند کو غالب کیا تب وہ سو گئے۔ اُس نیند کی بے خبری میں اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف سے اخیر پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ پھر جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جاگے اُن کو دیکھ کر پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں عورت ہوں تمہاری پسلی سے پیدا کی گئی۔ تا کہ تم آرام پاؤ مجھ سے اور میں آرام پاؤں تم سے۔

(یہ منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہما صحابی سے)

پس جبکہ حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا دل کو چین اور قرار

آیا۔ پھر ان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے منع کیا۔ اے آدم علیہ السلام ذرا تامل کیجئے کہ اول آپ کا نکاح ہو۔ پھر یہ بی بی آپ کو مباح ہو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا نکاح کیا۔ اور فرشتوں کو گواہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِیْ وَالْكِبْرِیَاءُ رِدَآئِیْ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ اِشْهَدُوْا یَا مَلٰٓئِكَتِیْ وَحَمَلَةَ عَرْشِیْ وَسَمٰوٰتِیْ اَنِّیْ زَوَّجْتُ حَوَّآءَ اَمَتِیْ بِعَبْدِیْ اٰدَمَ بَدِیْعِ فِطْرَتِیْ وَصَنِیْعِ یَدِیْ عَلٰی صِدَاقِ تَقْدِیْسِیْ وَتَسْبِیْحِیْ وَتَهْلِیْلِیْ یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ○

ترجمہ: سب تعریف اللہ کو ہے بزرگی میری ازار ہے۔ اور بڑائی میری چادر ہے۔ اور کل مخلوق میرے غلام اور باندیاں ہیں۔ گواہ رہو اے فرشتو۔ اور اُٹھانے والو عرش کے۔ اور رہنے والو میرے آسمانوں کے۔ تحقیق میں نے اپنی باندی حوا کا اپنے بندہ آدم (علیہ السلام) کے ساتھ (جو نادر پیدا کیا ہوا اور بنایا ہوا میرے ہاتھ کا ہے) نکاح کر دیا اوپر مہر تقدیس اور تسبیح اور تہلیل کے۔ اے آدم (علیہ السلام) تو اور تیری بی بی جنت میں رہو۔ (روایت خمیس میں مذکور ہے۔ والعلم عنداللہ)۔ (شرح مواہب)

اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ محدث نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اپنا مہر طلب کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے پروردگار کیا چیز دوں میں اس کو مہر میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم درود بھیج میرے پیارے محمد ﷺ بن عبداللہ پر بیس مرتبہ۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے ہمارے نبی کریم ﷺ پر بیس بار درود

بھیجا۔ (مواہب اللدنیہ)

مسلمانو غور کا مقام ہے ہمارے نبی ﷺ کا کیا مبارک نام ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ پر درود پڑھا اور وہ درود حضرت حوا کا مہر ٹھہرا۔ اس میں کس قدر حضرت ﷺ کی عظمت اور درود شریف کی فضیلت نکلتی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ حضرت کا شرف ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اور مقدسان ملاء اعلیٰ ہمیشہ آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ چنانچہ آیت کلام اللہ اس کے صدق پر گواہ ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

ترجمہ: بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر اے ایمان والو درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کر کے۔

معلوم کرنا چاہیے کہ درود کے معنے لغت میں رحمت ہے۔ پس اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ اپنی رحمت خاص نازل کرے اور ہمارا درود بھیجنا یہ کہ حق تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کریں اور پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ یعنی اے اللہ رحمت نازل کر اوپر محمد کے۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو درود اور سلام بھیجنے کا حکم فرمایا اس لئے ہم تمام اہل اسلام کل مرد و عورت نماز میں اس حکم کو بجالاتے ہیں یعنی قعدہ اخیرہ میں درود پڑھتے ہیں اور ہر التحیات میں آپ پر سلام بھیجتے ہیں اس طرح پر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی سلام ہو تم پر اے نبی اور رحمت ہو اللہ کی اور برکتیں اس کی۔

کہا صاحب درمختار نے کہ نمازی ان کلمات کو اس طرح پڑھے گویا کہ آپ سلام بھیجتا ہے اپنے نبی ﷺ پر یعنی یہ ارادہ نہ کرے کہ واقعہ شب معراج

سے حکایت اور اخبار کرتا ہے۔

سبحان اللہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی کیا شان عظیم ہے کہ اس وحدہٗ لاشریک نے اپنی عبادات خاص میں بھی آپ کا ذکر شریک کیا اور سوائے تکبیر ذبح اور تحمید عطسہ کے کل مقامات میں مثل کلمۂ طیب و اذان و تکبیر و خطبہ و تشہد وغیرہ کے جابجا حضرت کا نام اپنے نام کے ساتھ نزدیک کیا چنانچہ کل مفسرین آیہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہا ضحاک ﷫ نے نہیں قبول ہوئی نماز مگر ساتھ ذکر نبی ﷺ کے اور نہیں جائز ہوتا خطبہ مگر ساتھ ذکر نبی ﷺ کے۔ اور حضرت حسان بن ثابت ﷜ انصاری صحابی فرماتے ہیں۔ وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهٖ یعنی ملایا اللہ تعالیٰ نے نام نبی ﷺ کا اپنے نام کے ساتھ۔

(معالم التنزیل)

مسلمانو غنیمت جانو کہ تم ایسے حبیب رب العالمین کی امت ہو۔ تم کو چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کی جناب میں کچھ تحفہ بھیجا کرو درود و سلام اکثر پڑھا کرو۔ حدیث صحیح میں آیا ہے جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس درود یعنی دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (روایت کی یہ حدیث مسلم نے حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے) اور نسائی نے حضرت انس ﷜ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ”جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور دس خطائیں اس کی معاف ہوتی ہیں۔ اور دس درجے اس کے بلند ہوتے ہیں“۔ اور جس وقت آپ کا کسی مجلس میں ذکر آتا ہے ہر مرد و عورت پر درود واجب ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس مسئلے سے بہت غافل ہیں درود بھیجنے میں سست اور کاہل ہیں۔ جس مرد یا عورت نے آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھا اس نے ظلم کیا۔ خدا کی رحمت سے بعید اور بدبختی کے قریب ہوا۔ بخیل ہونے

کا خطاب پایا۔ یہ الفاظ اس کی نسبت احادیث میں وارد ہو چکے ہیں۔

اور شامی حاشیہ درمختار میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کہ منبر کے نزدیک آؤ۔ ہم حاضر ہوئے پس جب آپ ﷺ ایک درجے پر چڑھے فرمایا آمین۔ پھر چڑھے دوسرے درجے پر فرمایا آمین۔ پھر چڑھے تیسرے درجے پر فرمایا آمین۔ پس جبکہ آپ ﷺ اترے عرض کی ہم نے یارسول اللہ سنی ہم نے آپ سے ایک بات جو نہیں سنی تھی پہلے اس سے (یعنی آپ بلاوجہ آمین کیوں فرماتے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام میرے سامنے آئے اور کہا دور ہو جیو وہ شخص کہ پایا اس نے رمضان پھر نہ بخشا گیا وہ، تب کہا میں نے آمین۔ پھر جب چڑھا میں دوسرے درجے پر کہا جبریل علیہ السلام نے دور ہو جیو وہ شخص کہ آپ کا ذکر اس کے پاس ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، تب کہا میں نے آمین۔ پھر جب چڑھا میں تیسرے درجے پر کہا جبریل علیہ السلام نے دور ہو جیو وہ شخص کہ پایا اس نے اپنے ماں باپ کو بوڑھا پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا، تب کہا میں نے آمین۔ (روایت کی یہ حدیث بہت لوگوں نے ایسی سند سے کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور اسی واسطے کہا حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "وہ بخیل شخص ہے کہ میرا ذکر اس کے پاس ہو اور وہ درود نہ بھیجے مجھ پر" (کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے)۔

اس صورت میں جو مرد اور عورتیں وعظ کی مجلس میں یا مولد شریف کی محفل میں یا کسی اور مقام میں حضرت ﷺ کا نام سن کر خاموش رہیں اور درود نہ پڑھیں وہ گنہگار ہوتے ہیں چاہیے کہ اس سے توبہ کریں اور آئندہ کو جب حضرت

ﷺ کا نام سنیں درود وسلام پڑھیں اور مختصر یہ کہ کہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

درمختار میں بحر رائق سے منقول ہے کہ ''درود شریف تمام عمر میں ایک بار فرض ہے اور التحیات میں سنت ہے اور کل وقتوں میں مستحب ہے اور جس وقت آپ کا نام مذکور ہوتا ہے اس وقت واجب ہو جاتا ہے'' اور فتاویٰ قنیہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ ''اگر کسی آدمی نے آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھا تو درود بھیجنا اس کے ذمے پر دین رہتا ہے چاہیے کہ اور وقت میں قضا کرے'' مسلمانو جبکہ تم نے درود پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی فضیحت قرآن و حدیث وفقہ سے معلوم کی۔ چاہیے کہ اب درود وسلام پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سِرًّا وَّجَھْرًا لَیْلًا وَّنَھَارًا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ ○ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ○

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پر بھیج مدام
وہ نبی جس سے انبیاء کو شرف — رحمت حق کا رخ ہے ان کی طرف
حق نے کیا کیا نہ ان کو دی خوبی — ختم ہے ان پہ شان محبوبی
کیا محمد کی شان ہے محمود — بھیجتا ہے خدا بھی اُن پہ درود
جو کہے اُن پہ ایک بار سلام — اس کو ہو دس سلام کا انعام
جو پڑھے ان پہ ایک بار درود — ہووے دس رحمتوں کا اُس پہ ورود
واہ کیا حق کا پیار ہے اُن پر — رحمت حق نثار ہے اُن پر
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

القصہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ اور بہشت کی سب نعمتوں کو ان پر مباح کیا۔ اور فرمایا کہ اے آدم (علیہ السلام) تو

اور تیری بی بی دونوں جنت میں رہو۔ اور بہشت کی چیزیں جو چاہو کھاؤ۔

ایک درخت کو مخصوص کر کے فرمایا کہ اس کے پاس مت جاؤ۔ اصل حال کی خبر اللہ کو ہے کہ وہ درخت کیا تھا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ رخت گیہوں کا تھا۔ اور اس میں گیہوں کا دانہ گائے کے گردے کے برابر ہوتا ہے۔ مزے میں شہد سے میٹھا اور مسکے سے ملائم زیادہ تھا۔

اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ انگور کا درخت تھا۔

اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ انجیر کا تھا۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کو شجر کافور۔

اور ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کھجور فرمایا ہے۔ اور علاوہ اس کے اور بھی چند اقوال ہیں مفسرین کے۔ اس میں بہت قیل و قال ہے۔ اس واسطے کہا ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہتر یہ ہے کہ آدمی اس کو اپنے ذہن میں معین نہ کرے بلکہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت سے حضرت آدم علیہ السلام کو منع کیا تھا۔ اس کی خبر اللہ کو ہے۔

غرضیکہ شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کی خوش گزران کا حسد اور رشک آیا۔ اور بڑے فریب سے جنت میں جا کر حضرت حوا کو بہکایا۔ اور جس درخت سے منع کیا تھا اس کا پھل کھلایا۔ حضرت حوا نے وہ پھل آپ بھی کھایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو بھی کھلایا تب یہ دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ کے عتاب میں گرفتار ہوئے بہشت سے نکال کر حضرت حوا جدہ میں اور حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ میں پھینکے گئے۔

دونوں میں فراق ہوا۔ جدائی میں جینا شاق ہوا۔ دونوں ایک مدت دراز تک روتے رہے۔ اور اپنی تقصیر کی ندامت میں جان کھوتے رہے۔ کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ

نے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ نے عود اور زنجبیل اور صندل اور طرح طرح کی خوشبو دار چیزوں کو پیدا کیا اور حضرت حوا کے آنسوؤں سے افادی یعنی گرم مصالحہ اور لونگ کو پیدا کیا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ روئے آدم علیہ السلام اور حوا فوت ہونے نعیم بہشت پر دو سو برس تک۔ اور نہ کھایا اور نہ پیا کچھ دونوں نے چالیس دن تک۔ اور نزدیک نہ ہوئے حضرت آدم علیہ السلام حوا سے سو برس تک۔

اور روایت کی مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر تمام اہل زمین کے آنسو جمع کیے جائیں تو آنسو حضرت داؤد علیہ السلام کے جو اپنی خطا پر روئے بیشک زیادہ ہوں، نکلے سب کے آنسوؤں سے۔ اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسو اور تمام اہل زمین کے آنسو جمع کریں تو حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو سب کے آنسوؤں سے زیادہ ہوں گے۔ اور کہا شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہنچی ہے مجھ کو یہ روایت کہ حضرت آدم علیہ السلام جب اُتارے گئے زمین پر تین سو برس تک سر اوپر نہیں اُٹھایا بسبب حیا اللہ جل شانہ کے۔ (معالم التنزیل)

اور کہا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روئے حضرت آدم علیہ السلام تین سو برس تک نہیں تھمتا تھا آنسو ان کا ایک دم پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضل و انعام کیا چند کلمات کا الہام کیا اُن کلمات کی برکت سے اُن کی تقصیر معاف فرمائی۔

فَتَابَ عَلَيْهِ کی خوشخبری سنائی علما کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ کلمات کیا تھے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ وہ کلمات یہ تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ اور یہی قول ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور ضحاک رضی اللہ عنہ کا۔ اختیار کیا ہے اس قول کو اکثر مفسرین نے۔ علاوہ اس کے ان کلمات کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے اور بھی چند روایتیں

مذکور ہیں۔ وہ سب دعائیں اور استغفار کتب تفسیر اور حدیث میں مسطور ہیں۔

اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ کلمات یہ تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لے کر جناب باری میں عرض کی کہ یا اللہ اس فرزند ارجمند کے طفیل مجھ پر رحم کر اور میری خطا سے درگزر۔ چنانچہ یہ مضمون حدیث صحیح سے ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ تفسیر صحیح ہے اور تطبیق ان سب روایات کی اس طرح ہو سکتی ہے کہ حضرت آدم ﷺ نے ربنا ظلمنا بھی پڑھا علاوہ اس کے اور کلمات توبہ اور استغفار کے جو احادیث میں وارد ہیں وہ بھی پڑھے لیکن یہ سب توبہ اور استغفار کرنا قبول اس وقت ہوا جبکہ حضور علیہ السلام کا توسل کیا اور یہ وسیلہ پکڑنا ساتھ نام حضرت محمد ﷺ کے چند احادیث میں وارد ہوا ہے۔

چنانچہ مواہب لدنیہ میں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یارب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بحق محمد رسول اللہ ﷺ میری تقصیر بخش دے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم علیہ السلام تو نے کیونکر پہچانا محمد ﷺ کو اور اب تک نہیں پیدا کیا میں نے اس کو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار جب پیدا کیا تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے۔ اور ڈالی مجھ میں روح۔ اس وقت اُٹھایا میں نے سر اپنا۔ پس دیکھا میں نے لکھا ہوا عرش کے پایوں پر۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس وقت جان لیا میں نے کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو سب مخلوق سے تجھ کو پیارا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم علیہ السلام تو نے سچ کہا بے شک وہ سب مخلوق سے مجھ کو پیارا ہے اور اب جو تو نے سوال کیا اس کے طفیل سے تحقیق بخش دیا میں نے تجھ کو۔ اور جو نہ پیدا کرتا میں محمد ﷺ کو نہ پیدا کرتا میں تجھ کو۔

(روایت کی یہ حدیث بیہقی اور حاکم اور طبرانی نے اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے) اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس وقت غیب سے آواز آئی اے آدم (علیہ السلام) میں نے قبول کی تیری دعا۔ اور جو تمام زمین اور آسمان والوں کے حق میں محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت چاہتا بیشک ہم قبول کرتے۔

(مواہب اللدنیہ)

اور روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا اے آدم (علیہ السلام) ہم نے تجھ کو بخشا اور تیرا قصور معاف کیا قسم اپنی عزت اور جلال کی کہ جو کوئی تیری اولاد سے محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑے گا بے شک ہم اس کی خطائیں بخش دیں گے اور اس کی مرادیں پوری کریں گے۔ (روضۃ الاحباب)

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام ... اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جو شفیع کل ٹھہرے ... سید اور خاتم الرسل ٹھہرے
جس نے ان کا وسیلہ پایا ہے ... اس کے سر پر خدا کا سایا ہے
روئے صد ہا برس تلک آدم ... نہ ہوا پر عتاب مولیٰ کم
دل سے جب مصطفےٰ کا نام لیا ... رحمت حق نے آکے تھام لیا
گر شمار آج تک ہوں آدم سے ... لاکھوں ان کے سبب چھٹے غم سے
وہ حبیب خدا جدھر ہو جائے ... رحمت حق کا رخ ادھر ہو جائے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام ... پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کا باہم ازدواج ہوا۔ پیدائش کا جاری رواج ہوا۔ بیس حمل میں چالیس بیٹیاں اور بیٹے پیدا ہوئے۔ (مواہب اللدنیہ)

اور منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے واسطے نور محمدی ﷺ کے جو ان

کی پشت میں سونپا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اس نور کو اپنی پشت سے ارحام پاک میں نقل کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا اور فرشتوں کو گواہ کیا۔ اور یوں ٹھہرا کہ جس فرزند میں اس نور کو قرار ہو۔ اس سے بھی یہی عہد و اقرار ہو کہ اس نور کرامت ظہور کی تکریم و تعظیم بجالاوے اور اپنی پشت سے اس نور کو اچھی پاک عورتوں میں نکاح صحیح کر کے پہنچائے۔ (روضۃ الاحباب)

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسی عہد کے مطابق حضرت حوا کو سپرد وہ نور کیا۔ ان کو تمام برکات سے معمور کیا۔ یعنی حضرت شیث پیغمبر علیہ السلام نے جن کی اولاد میں ہمارے نبی کریم ہیں اپنی والدہ حوا کے شکم میں قرار پایا۔

عادت الٰہی یہ تھی کہ ہر حمل میں دو اولاد ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتی تھی لیکن شیث پیغمبر علیہ السلام تن تنہا پیدا ہوئے تاکہ نور نبی غیر مشترک رہے اور۔

چونکہ نور ہمارے نبی ﷺ کا حضرت شیث علیہ السلام میں آ گیا تھا ان کا حسن اور جمال تمام اولاد آدم سے سوا تھا سب بھائیوں پر ان کو فضیلت تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ساعتوں کا علم سکھایا اور ہر ساعت کے لئے عبادت کا ایک طریق تعلیم فرمایا۔ پچاس صحیفے سماوی ان پر نازل ہوئے علوم الٰہی ان کو حاصل ہوئے اور ایک لڑکی جو بہت خوبصورت تھی اس سے ان کا نکاح ہوا۔ فرشتوں کو گواہ کیا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جیتے جی ان کو اولاد عنایت کی پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو وصیت کی۔ کہ یہ جو تمہاری پشت میں نور ہے اس کی محافظت بہت ضروری ہے اس نور کی تعظیم اور تبجیل کیجیو اور اچھی پاک عورتوں میں اس کو تحویل کیجیو۔

چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام نے ایسا ہی کیا پھر حضرت شیث علیہ السلام نے موافق وحی الٰہی کے اپنے فرزند ارجمند حضرت انوش علیہ السلام سے یہی عہد لیا اسی طرح کل پشتوں میں اس وصیت پر عمل رہا نور محمدی ﷺ ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتا گیا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے اتارا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں پھر رکھا مجھ کو حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں پھر ڈالا مجھ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں پھر اسی طرح ہمیشہ اتارتا رہا مجھ کو پاک پشتوں اور پاک شکموں میں یہاں تک کہ پیدا کیا مجھ کو میرے ماں باپ سے کبھی ان سے زنا واقع نہیں ہوا۔ (سیرت حلبی)

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے پیدا ہوا میں نکاح سے اور نہیں پیدا ہوا میں سفاح سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے ماں باپ تک کسی میں سفاح جاہلیت کا دھبا نہیں۔ (روایت کی یہ حدیث طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کہ میں نے زمین کے تمام مشرق اور مغرب میں ڈھونڈ ھانہ پایا کوئی آدمی افضل محمد ﷺ سے اور نہ پایا کسی باپ کے بیٹوں کو افضل بنی ہاشم سے۔ (روایت کی یہ حدیث ابونعیم اور طبرانی نے کہا ابن حجر نے روشنیاں صحت کی چمکتی ہیں صفحات اس حدیث سے)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور چن لیا اولاد اسماعیل علیہ السلام سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو۔ اور طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ

نے پسند کیا اپنی مخلوق کو پھر مخلوق میں پسند کیا بنی آدم علیہ السلام کو پھر بنی آدم میں پسند کیا عرب کو پھر عرب میں پسند کیا مجھ کو پس ہمیشہ رہا میں اچھوں سے اچھا۔

اور روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ بات سن کر حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت منبر پر چڑھے اور پوچھا لوگوں سے میں کون ہوں سب نے عرض کی کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد ﷺ ہوں۔ بیٹا عبداللہ کا۔ پوتا عبدالمطلب کا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا مخلوقات کو۔ پس کیا مجھ کو سب سے اچھی خلق میں۔ پھر اُس خلق کے دو فرقے بنائے اور کیا مجھ کو اچھے فرقے میں۔ پھر اس فرقے کے کنبے بنائے اور کیا مجھ کو اچھے کنبے میں۔ پھر اس کنبے کے گھر بنائے اور کیا مجھ کو اچھے گھر میں۔ پس میں بہتر ہوں سب سے از روئے ذات اور اصل کے۔ روایت کرتے ہیں کہ لکھا میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے نسب شریف میں پانچ سو عورتوں کا نام نہیں پایا ان میں حرام اور نہ کوئی امر امور جاہلیت سے۔ (مواہب اللدنیہ)

غرضیکہ آپ کا نسب شریف نہایت لطیف ہے سفاح جاہلیت سے پاک اور ہر آمیزش سے صاف ہے آپ کا نور اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو سپرد ہوا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی پشت سے ایک خوش آواز پرندہ کا زمزمہ سننے لگے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ یہ کس کی آواز ہے فرمایا کہ یہ آواز تسبیح خاتم الانبیاء کی ہے جو تیری پشت سے پیدا کروں گا۔

بعد ازاں وہ نور کرامت ظہور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام میں ہوتا ہوا حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا۔ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اجداد نبی ﷺ کا ایمان ثابت کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر لکھا ہے اور محاورات عرب اور نصوص قرآنی

سے چچا کو باپ کہہ دینا ثابت کیا ہے۔ کَمَا فِیْ سِیْرَةِ الْحَلَبِی۔

الحاصل نور محمدی ﷺ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں آیا اور حضرت نوح علیہ السلام سے سام و تارخ وغیرہ میں ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ اس نور کی برکت سے جس قدر آپ ﷺ کے آباؤ اجداد میں آثار عجیب ظاہر ہوئے بیان سے باہر ہیں۔ کتب تواریخ و قصص میں تفصیل سب حال لکھا ہوا ہے۔ از انجملہ حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ حال بالاجمال مرقوم ہوتا ہے۔

واضح کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں کفار کی بدعملی سے وبال آیا۔ شامت اعمال سے عالم پر زوال آیا۔ زمین و آسمان سے غضب کا جوش تھا۔ موجوں کی ٹکر اور پانی کے چکر سے تمام عالم میں خروش تھا۔ اس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان کی کھڑکیوں اور زمین کے سوتوں کو کھول دیا اُدھر آسمان سے پانی برستا تھا اِدھر زمین کے سوتوں سے پانی اُبلتا تھا۔ چالیس رات دن تک برابر ایسا پانی برسا کہ ایک دم کو نہ تھما۔ تمام مکانات اور باغات طوفان میں غرقاب ہوئے۔ کل جاندار مبتلائے عذاب ہوئے۔ پہاڑوں پر جو اونچے اونچے درخت تھے سب ڈوب گئے تاکہ پرندوں کو بھی بیٹھنے کی جائے نہ ملے جو زمین پر نتھنوں سے سانس لینے والے تھے انسان و حیوان چرند و پرند سب ڈوب کر مر گئے مگر جو کوئی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار تھا۔ ان پر فضل پروردگار تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈوبنے سے بچایا بعد ازاں پانی زمین پر چڑھا ہوا خشک کر کے ان کو زمین پر بسایا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹوں سے پیدائش بنی آدم کا سلسلہ از سر نو چلایا۔ اسی واسطے حضرت نوح علیہ السلام نے آدم ثانی نام پایا۔

ہمارے علمائے نامدار جو تحقیق اسرار اور تدقیق افکار کرتے ہیں ان کشتی

والوں کی نجات کو برکات نور محمدی ﷺ میں شمار کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اس وقت نور محمدی ﷺ سام بن نوح علیہ السلام کی پشت میں تھا اور وہ اپنے باپ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ پس اس توسل سے آپ کے آثار فیض کشتی میں نمودار تھے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا وَحَمَلَنِي فِي السَّفِينَةِ مَعَ نُوحٍ یعنی سوار کیا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے کشتی میں ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کے اور اسی مضمون کی طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، شعر:

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں شعر:

زجودش گرنہ گشتے راہ مفتوح بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور اسی طرح جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں نمرود اور اس کی قوم مردود نے ایک پتھر کا احاطہ بڑا لمبا چوڑا چنوایا۔ اور مہینہ بھر تک تمام ملک سے لکڑیاں جمع کر کے اس میں انبار لگایا۔ پھر آگ سلگا کر اس آتش خانے کو سات دن تک خوب دہکایا۔ یہاں تک کہ وہ آگ بہت تیز ہوئی۔ دور دور تک شعلہ ریز ہوئی۔ کسی جاندار کی یہ مجال نہ تھی کہ اس آتشکدہ کے پاس جائے۔ اور کسی پرندے کا مقدور نہ تھا کہ وہاں پر جا ئے۔

غرضیکہ اس جلتی آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار نے ڈالا۔ اس وقت تمام آسمان اور زمین اور فرشتے روتے تھے۔ مضطرب اور بے قرار ہوتے تھے کہ اے پروردگار تیرا ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالا جاتا ہے اور زمین پر اس کے سوا کوئی نہیں جو تیری عبادت کرے انجام کار اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا وہ فوراً ٹھنڈی ہو گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بدن تک آنچ بھی نہ آئی اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قالین اور کرتا حریر کا جنت سے بھجوایا۔ وہ کرتا حریر

کا ان کو پہنایا۔ اور اس قالین پر ان کو بٹھایا۔ اس جگہ طرح طرح کے پھولوں کا گلزار کھلایا۔

الحاصل اس جلتی آگ میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نزول برکات تھا اس وقت نور ہمارے نبی کریم ﷺ کا ان کے ساتھ تھا چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ وَقُذِفْتُ فِي النَّارِ فِي صُلْبِ إِبْرَاهِيمَ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

انجام کار جب وہ وقت کہ تقدیر الٰہی میں مقرر تھا آ پہنچا وہ نور ابراہیم علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام میں آ گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا۔ حضرت نزار میں آیا اور نزار لغت میں کہتے ہیں قلیل کو یعنی تھوڑی چیز کو جبکہ یہ پیدا ہوئے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور محمدی ﷺ جلوہ گر تھا ان کے ماں باپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ قربانی کی اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور کہا یہ سب کچھ نزار ہے یعنی تھوڑا ہے اس مولد کے حق میں۔ پس اسی واسطے نام ان کا نزار ہوا۔

پھر حضرت نزار سے وہ نور حضرت مضر میں آیا حضرت مضر سے حضرت الیاس میں اور منقول ہے کہ حضرت الیاس اپنی پشت میں سے نبی کریم ﷺ کی آواز سنتے تھے کہ آپ حاجیوں کی طرح لبیک فرماتے تھے اور حضرت الیاس سے وہ نور پشت در پشت اترتا ہوا حضرت کعب میں آیا۔

اور حضرت کعب وہ ہیں جنہوں نے جمعے کے دن لوگوں کو واسطے وعظ کے اول جمع کیا پھر یہ طریقہ ان سے جاری رہا۔ بہت خوش بیان تھے۔ فصیح اللسان تھے۔ قریش جمعے کو ان کے پاس آتے تھے اور یہ قریش کو خطبہ سناتے تھے۔ اور

وعظ فرماتے تھے۔ اور خبر دیتے تھے ان کو میری اولاد سے نبی کریم ﷺ پیدا ہوں گے۔ اگر تم ان کا زمانہ پاؤ ان پر ایمان لاؤ اور ان کا اتباع کیجیو اور حضرت کعب درمیان اس وعظ کے کچھ اشعار پڑھتے تھے کہ ایک شعر اُن میں سے یہ ہے:

يَالَيْتَنِي شَاهِدٌ فَحْوَاءَ دَعْوَتِهِ حِيْنَ الْعَشِيْرَةِ تَبْغِي الْحَقَّ خِذْلَانَا

خلاصہ اس شعر کا یہ ہے کہ اے کاش میں موجود ہوتا اس وقت جبکہ وہ نبی یعنی محمد ﷺ لوگوں کو ایمان کی طرف بلاویں گے اور قریش ان کے دین حق کو جھٹلانا چاہیں گے۔

(روایت کی یہ حقیقت کعب کی ابونعیم نے دلائل میں کعب الاحبار سے)

الحاصل وہ نور کرامت ظہور حضرت کعب سے حضرت مرۃ میں آیا اور اسی طرح رفتہ رفتہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب تک پہنچا۔ اور کہا حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پائی میں نے احادیث اور اقوال سلف میں تصریح ایمان اجداد نبی ﷺ کی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مرہ بن کعب تک باقی مرہ سے عبدالمطلب تک چار پشتیں درمیان ہیں ان کے باب میں کوئی نقل صریح مجھ کو نہیں پہنچی اور عبدالمطلب ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تھے بتوں کو نہ پوجتے تھے۔

(سیرت حلبی)

اور حضرت عبداللہ کی نسبت بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی دعا سے زندہ ہوئے اور ایمان لائے چنانچہ اس کا ذکر وفات آمنہ میں آوے گا۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

وہ شریف النسب وہ عالیجاہ فخر کونین ابن عبداللہ

وہ نبی جو کہ فخر عالم ہے درۃ التاج نسل آدم ہے
پہنچا آدم سے تابہ عبداللہ نقل ہوتا ہوا وہ نور آلہ
عمدہ انساب میں ظہور کیا پاک اصلاب میں عبور کیا
کس نے اجداد پائے ایسے حسیب ایک سے ایک ہیں اصیل ونجیب
سب کے سب آفتاب ہیں گویا خلق کے انتخاب ہیں گویا
نسل حضرت کی پاک ہے ایسی سچے موتی کی آب ہو جیسی
اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جبکہ حضرت عبدالمطلب میں نور محمدی ﷺ کو قرار ہو۔ قدرت الٰہی کا عجب جلوہ نمودار ہوا۔ حضرت عبدالمطلب کی پیشانی نور رسول اللہ سے چمکتی تھی۔ اور ان کے بدن سے مشک خالص کی خوشبو مہکتی تھی۔ اور قریش کا یہ دستور تھا جب ان پر قحط سخت آتا حضرت عبدالمطلب کو جبل ثبیر پر (کہ ایک پہاڑ ہے) لے جاتے۔ اور ان سے دعا کراتے۔ پس اللہ تعالیٰ حضرت کی برکت سے خوب مینہ برساتا اور ان کو سختی قحط سے چھڑاتا۔ (مواہب اللدنیہ)

اور حضرت عبدالمطلب بدخصلتوں کو ناپسند کرتے تھے۔ اکثر امور جاہلیت کو نام دھرتے تھے۔ لڑکیوں کے قتل سے اور شراب خوری سے اور زناکاری سے اور برہنہ ہو کر طواف بیت اللہ کرنے سے اور ظلم اور خسیس باتوں سے منع فرماتے۔ اور مکارم اخلاق کی طرف رغبت دلاتے۔ اور جس وقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی۔ پیشانی آپ کی چاند کی طرح چمک جاتی۔ حضرت عبدالمطلب اس نور کے چمکنے سے معلوم کرتے کہ ہم کو فتح نصیب ہوگی۔

اور روایت کی ابونعیم نے ساتھ اسناد اپنی کے۔ کہ ابوطالب سے عبدالمطلب نے اپنا حال بیان کیا کہ ایک دن میں حجرہ میں جو خانہ کعبہ میں ایک

جگہ بے سوتا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک خواب دہشت ناک دیکھا کہ جس سے ڈر گھبرا گیا پھر میں تعبیر لینے کو ایک عورت کے پاس گیا کہ وہ قریش کی کاہنہ تھی۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کیا۔

کہ میں آج کی رات کیا دیکھتا ہوں ایک درخت پیدا ہوا اور اس کی چوٹی آسمان تک پہنچی اور اس کی شاخیں تمام مشرق اور مغرب میں پھیل گئیں۔ میں نے کبھی ایسا روشن نور نہ دیکھا کہ جیسا اس درخت میں تھا۔ آفتاب سے ستر حصے زیادہ روشن تھا۔ اور دیکھا میں نے تمام عرب اور عجم کو یہ اس کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ درخت ہے کہ اس کا عرض وطول اور ارتفاع اور نور دمبدم بڑھتا جاتا ہے۔ کبھی چھپتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور دیکھا میں نے ایک جماعت قریش کو کہ اس کی ٹہنیاں پکڑے ہوئے ہے۔ اور دوسری جماعت قریش کی اس درخت کو کاٹنا چاہتی ہے۔

جس وقت یہ لوگ اس درخت کے پاس گئے ایک شخص جوان نہایت خوبصورت ظاہر ہوا کہ میں نے اس شکل کا آدمی حسین وجمیل کبھی نہیں دیکھا۔ اور کسی کے بدن میں ایسی خوشبو نہیں پائی۔ اس جوان نے ان لوگوں کو جو کاٹنے کے درپے تھے پکڑ لیا اور ان کی کمریں توڑنے لگا اور آنکھیں نکالنے لگا۔

تب میں نے اپنا ہاتھ بلند کیا تاکہ اس درخت کی شاخ پکڑوں لیکن مجھ کو نصیب نہ ہوا۔ تب میں نے پوچھا کہ اس درخت میں کس کا نصیب ہے۔ پس کہا اس جوان نے اس میں نصیب ان لوگوں کا ہے جنھوں نے اس درخت کی شاخوں کو پکڑ لیا ہے جب اس کاہنہ نے یہ خواب سنا اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر اس کی تعبیر دی کہ اے عبدالمطلب اگر یہ خواب تیرا سچا ہے تو تیری پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ کہ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور اس کے دین کو

لوگ اختیار کریں گے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ شاید وہ درخت ابوطالب ہو لیکن جس وقت رسول مقبول ﷺ کو رسالت عنایت ہوئی آفاق میں جاری آپ سے ہدایت ہوئی ان ایام میں ابوطالب جب یہ خواب عبدالمطلب کا لوگوں سے بیان کرتے قسم کھا کر فرماتے کہ واللہ وہ درخت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے۔ (شرح مواہب)

اور ابن سعد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ فرمایا حضرت عبدالمطلب نے اپنے فرزند عباس رضی اللہ عنہ سے۔ کہ گئے ہم ایک بار ملک یمن کو جاڑے کے موسم میں۔ پس ہمارا گزر ہوا ایک یہودی عالم کے پاس کہ وہ زبور پڑھتا تھا اس نے پوچھا تم کون آدمی ہو میں نے کہا قریش میں سے ہوں۔ اس نے پوچھا قریش میں کون ہو میں نے کہا بنی ہاشم۔ وہ بولا اجازت دیتے ہو تم کہ دیکھوں کچھ بدن تمہارا۔ میں نے کہا اچھا مگر ستر عورت نہ دکھاؤں گا۔ اس نے میری ناک کا ایک سوراخ کھول کر دیکھا پھر دوسرا سوراخ دیکھا اور بولا کہ میں کہتا ہوں بے شک تیرے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے۔

اور یہ بات اس عالم کی صحیح ہوئی اس لئے کہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو نبوت اور ملک دونوں حاصل ہوئے۔ (سیرت حلبی، شرح مواہب)

الحاصل حضرت عبدالمطلب نے عمر بن عائذ کی بیٹی سے جس کا نام فاطمہ تھا نکاح کیا اور ایک سو اونٹنی بڑی کوہان والی اور دس وقیے سونا جس کا ایک سو پانچ تولہ سونا ہوتا ہے بوزن سعد اس کے مہر میں دیا اس بی بی سے رسول اللہ ﷺ کے

والد بزرگوار یعنی حضرت عبداللہ نامدار پیدا ہوئے۔ (شرح مواہب)

اور حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمکتا تھا اور سب بھائیوں میں بلکہ کل قریش میں ان کا چہرہ خوشنما تھا۔ ان کی خوبصورتی کا جا بجا مذکور ہوا۔ حسن و جمال ان کا عرب میں مشہور ہوا۔ عرب کی اچھی اچھی عورتیں صاحب جمال ان کی طلبگار ہوئیں۔ نکاح کی خواستگار ہوئیں۔ اور بہت عورتیں کوچے اور گلیوں میں بر سر راہ آ کر کھڑی ہو جاتیں۔ اور عبداللہ کو اپنی طرف بلاتیں۔

اور اہل کتاب کو جب بعض علامات اور آثار سے معلوم ہوا کہ نبی آخر الزماں کا ظہور عبداللہ کی پشت سے ہو گا تب وہ ان کے دشمن ہو گئے ہر چند بارادۂ قتل جمع ہو کر مکہ معظمہ کے گرد و نواح میں آتے۔ لیکن بد نصیب اپنا سا منہ لے کر پھر جاتے۔ غیب سے عجیب و غریب قدرت الٰہی کے کرشمے ظاہر ہوتے وہ دیکھ کر عقل سے باہر ہوتے الغرض کبھی ان کا داؤ نہ چلا اور ان کے دل کا مدعا نہ ملا۔

روایت ہے کہ ایک دن علمائے اہل کتاب تلواریں زہر کی بجھی ہوئیں لے کر ملک شام سے بارادۂ قتل حضرت عبداللہ کے آئے۔ اور اس دن حضرت عبداللہ شکار کھیلنے تشریف لے گئے تھے۔ دونوں کا مقابلہ ہو گیا اتفاقاً اس روز حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے باپ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بھی شکار کھیلنے گئے تھے۔ ایک اور طرف گوشۂ جنگل میں شکار کھیلتے تھے۔ جب یہ حال دیکھا ارادہ کیا کہ عبداللہ کی مدد کروں۔ ان لوگوں سے اس کی شفاعت کروں۔ اس عرصے میں کیا دیکھتے ہیں کہ چند سوار تیز و چالاک جو اس عالم کے لوگوں سے کچھ مشابہت نہ رکھتے تھے ظاہر ہوئے۔ حملہ کر کے اس جماعت اہل کتاب کو ہٹایا۔ اور عبداللہ کو بچایا۔ جس وقت وہب بن عبد مناف نے عبداللہ کا یہ حال دیکھا۔ دل میں پختہ ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی آمنہ کا ان سے نکاح کرے۔

جب شکار کھیل کر گھر آئے اپنی بی بی سے عبداللہ کا حال اور اپنا ارادہ بیان کیا۔ بی بی نے بھی اس رشتے کو مان لیا۔ اپنے دوست آشناؤں کی معرفت حضرت عبدالمطلب کو پیغام بھیجا۔ اور ان کو بھی یہی منظور تھا کہ عبداللہ کی شادی کروں۔ کیونکہ عرب میں اس کے حسن کی دھوم ہے عورتوں کا اس کے عشق میں ہجوم ہے۔ لیکن یہ تلاش تھی کہ جو عورت نہایت پاک دامن اور پارسا ہو۔ اس کا حسب ونسب بھی سب سے شریف اور اعلیٰ ہو۔ اس کو اختیار کروں۔ عبداللہ سے اس کا نکاح کروں۔ جس وقت وہب بن عبد مناف کا پیغام پہنچا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اگرچہ بہت عورتیں عبداللہ کی طلبگار۔ ہیں نکاح کی امیدوار ہیں۔ لیکن میری نظر میں کوئی اس کے لائق نہیں۔ کوئی عورت حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا سے فائق نہیں۔ غرضیکہ یہ رشتہ طرفین کو پسند ہوا۔ فریقین کا دل رضامند۔ ہوا نسبت کا بخوبی استحکام ہوا۔ اب نکاح کا شروع سرانجام ہوا۔ (روضۃ الاحباب)

اور ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس وقت حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ لے کر نکلے تا کہ ان کا نکاح کریں راستے میں ایک عورت کاہنہ یہودیہ ملی کہ نہایت خوبصورت اور پاکدامن تھی۔ بہت کتابیں پڑھی ہوئی تھی۔ اس نے حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور نبوت چمکتا دیکھ کر چاہا کہ کاش عبداللہ مجھ سے قریب ہو۔ یہ نور نبوت اس کے توسل سے مجھ کو نصیب ہو۔ حضرت عبداللہ کو سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا اور اپنی طرف جھکایا۔ لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں نہ ان سے جدا ہو سکتا ہوں اور نہ ان کے خلاف مرضی کام کر سکتا ہوں اور بعض روایات میں ان اشعار کا پڑھنا بھی حضرت عبداللہ سے منقول ہے۔ اشعار:

أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهُ وَالْحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِيْنَهُ

فَكَيْفَ بِالْاَمْرِ الَّذِيْ تَبْغِيْنَهٗ وَيَحْمِ الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَدِيْنَهٗ

یعنی حرام کرنے سے مر جانا بہتر ہے۔ اور تجھ سے ملنا مجھ کو حلال نہیں تا کہ اس کا خوب ظاہر معلوم کروں اور اس پر عمل کروں۔ پس کس طرح کروں وہ کام جو تو چاہتی ہے عزت دار آدمی بچاتا ہے اپنے دین اور آبرو کو۔

القصہ حضرت عبداللہ اس عورت سے پیچھا چھڑا کر اپنے باپ کے ساتھ ہو گئے اور وہ ان کو ساتھ لے کر وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس گئے جو اس زمانہ میں تمام بنی زہرہ میں شریف اور نجیب مشہور تھے۔

انہوں نے اپنی بیٹی آمنہ کا کہ تمام قریش میں نجیب الطرفین مشہور تھی عبداللہ سے نکاح کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تین روز آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس قیام کیا چنانچہ ان ایام متبرک میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون کے شکم میں قرار پایا۔ بعد اس کے حضرت عبداللہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہو کر اسی عورت کاہنہ کے پاس آئے لیکن اس عورت نے کچھ توجہ نہ کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھ کو کیا ہوا جو بات مجھ سے تو اس روز کہتی تھی آج کیوں نہیں پیش کرتی اس نے کہا وہ نور تجھ سے جدا ہو چکا جس کی مجھے آرزو تھی۔ اب مجھ کو کچھ تیری پروا نہیں میں چاہتی تھی کہ وہ نور مجھ کو نصیب ہو مگر خدا نے اسی کو نصیب کیا جس کے مقدر میں لکھا تھا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عبداللہ اس عورت کے پاس گئے اور وہ بات اس کو یاد دلائی اس نے کہا تو کون ہے یہ بولے وہ فلانا شخص ہوں اس نے کہا تو وہ فلانا شخص نہیں تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور تھا وہ اب نظر نہیں آتا تو نے کیا کیا۔ حضرت عبداللہ نے قصہ نکاح اور صحبت آمنہ کا بیان کیا وہ بولی قسم اللہ کی میں کچھ خراب بدکار عورت نہیں ہوں۔ لیکن میں جو اس روز

خواہش کرتی تھی تو مدعا یہ تھا کہ وہ نور مجھ کو حاصل ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو جہاں چاہا پہنچایا۔ اب تو اپنی بی بی کو جا کر خوشخبری دے کہ تجھ کو وہ حمل رہا ہے جو تمام روئے زمین سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ (سیرت حلبی)

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز حضرت عبداللہ اور آمنہ کا باہم وصال ہوا قریش کی عورتوں کا حال ہوا کہ سب اس حسرت اور افسوس میں بیمار ہو گئیں بلکہ بنی مخدوم اور بنی عبد مناف میں سے دو سو عورتیں اسی غم میں کہ عبداللہ سے ان کا نکاح نہ ہوا مر گئیں۔ (شرح مواہب)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام ۔۔۔ اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

وہ نبی جس کا مدتوں تک نور ۔۔۔ عالم قدس میں رہا معمور

تھا کبھی ساق عرش پر روشن ۔۔۔ اور کبھی لوح پر تھا نور افگن

پھر وہ نور آیا پشت آدم میں ۔۔۔ اتری رحمت خدا کی عالم میں

صلب آدم سے پھر ہوا جو نزول ۔۔۔ کیا ارحام طیبہ نے قبول

جس بدن میں وہ نور اترتا تھا ۔۔۔ جلوۂ حق ظہور کرتا تھا

اب زمانہ ظہور کا آیا ۔۔۔ آمنہ تک خدا نے پہنچایا

پہنچا برج حمل میں مہر منیر ۔۔۔ ناف غنچہ میں گل ہوا جاگیر

سچا موتی صدف میں آ ٹھہرا ۔۔۔ چاند بیت الشرف میں آ ٹھہرا

اس نبی پر ہوں بار بار سلام ۔۔۔ پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ جس وقت مادہ وجود باجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کے شکم پاک میں قرار پایا۔ اور نور محمدی جو بکمال تعظیم حضرت آدم علیہ السلام سے پشت در پشت اترتا تھا حضرت عبداللہ سے جدا ہو کر رحم حضرت

آمنہ میں آیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجب جلوہ دکھایا۔ ایک سے ایک نیا معاملہ پیش آیا۔ تمام ملکوت اور عالم جبروت میں حکم سنا گیا کہ تمام مقدس مقاموں کو معطر کرو اور اطراف سموات میں خوشبو بساؤ جانمازیں عبادت کو بچھاؤ یعنی مراسم تعظیم بجالاؤ۔

روایت کی کعب الاحبار نے کہ اس رات کو تمام آسمان اور زمین کے اطراف اور جوانب میں یہ بشارت دی گئی کہ وہ نور مکنون جو رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا اصل مادہ ہے آج کی رات اس نے شکم آمنہ رضی اللہ عنہا میں قرار پایا۔ بس خوشخبری ہو آمنہ کو پھر خوشخبری ہو آمنہ کو اور تمام دنیا کے بت اُس دن سر کے بل اُلٹ گئے اور قریش بڑی مصیبت اور قحط کی شدت میں تھے آپ کی برکت سے نہال ہوئے۔ زمین پر سرسبزی کی بہار ہوئی۔ ہر جانب سے خیرو برکت نمودار ہوئی۔ درختوں میں خوب پھل آیا۔ عرب نے اس سال کا نام ”سنۃ الفتح والا بتہاج“ ٹھہرایا۔

اور روایت کی خطیب بغدادی نے جبکہ ارادہ کیا اللہ نے کہ حضرت ﷺ کو ان کی والدہ آمنہ کے شکم میں مخلوق کرے۔ تب جمعے کی رات تھی اس رات اللہ تعالیٰ نے حکم دیا رضوان داروغہ بہشت کو کہ جنت الفردوس کا دروازہ کھول دے۔ اور ایک فرشتے نے تمام زمین اور آسمان میں خوشخبری سنائی کہ وہ نور جو غیب میں مخزون اور مکتون تھا۔ آج کی رات شکم آمنہ میں قرار پایا ہے اور عنقریب چند روز میں وہ بشیر و نذیر اہل عالم پر خروج فرماتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نطفۂ زکیہ مصطفوی ﷺ کو جمعے کی رات قرار ہوا۔ اس لئے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمعے کی رات شب قدر سے بھی افضل ہے کیونکہ جس قدر اس رات میں خیرو برکت نازل ہوئی کسی رات

میں نازل نہیں ہوئی اور قیامت تک نہ ہوگی بلکہ کبھی ابد تک نہ ہوگی اور اگر اس وجہ سے شب میلاد کو یعنی جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے شب قدر سے افضل جانیں تو زیبا اور بجا ہے۔ چنانچہ علمائے دین نے اس کو تصریحاً بیان کیا ہے۔

(مدارج النبوۃ)

اور ابن اسحاق کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے مجھ کو اپنا حمل کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا نہ پائی میں نے اپنے شکم میں گرانی اور نہ ہوتی تھی مجھ کو رغبت جس طرح اور عورتوں کو بعض چیزوں کی طرف ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ ایام معمولی کا ہونا موقوف ہو گیا تھا۔

ایک دن خواب میں میرے ایک شخص نمودار ہو کر کہنے لگا کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا تجھ کو خبر بھی ہے کہ تیرے شکم میں کون ہے تمام خلقت کا سردار ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا پھر بہت دنوں تک نظر نہ آیا لیکن جب ولادت کا وقت نزدیک پہنچا وہ شخص پھر نمودار ہوا اور کہا اے آمنہ پڑھ اپنے فرزند پر اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ کُلِّ شَرِّ حَاسِدٍ اور نام رکھ اس کا محمد ﷺ۔

اور منقول ہے کہ ہنوز پیغمبر علیہ السلام پیدا نہ ہوئے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ نامدار نے وفات پائی روایت کی یہ حاکم نے ساتھ اسناد صحیح کے اور اس وقت میں عمر حضرت عبداللہ کی اٹھارہ برس کی تھی بر مذہب صحیح چنانچہ شیخ ابن حجر اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما نے بیان کیا ہے۔

اور واقدی نے پچیس برس کی روایت کو اختیار کیا ہے اور قصہ ان کی وفات کا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ قریش کے ساتھ سفر کو تشریف لے گئے تھے جس وقت قریش اپنی تجارت سے فارغ ہو کر پھرے اور مدینے میں پہنچے حضرت عبداللہ بیمار تھے فرمایا کہ میں قبیلہ بنی عدی بن نجار میں جو حضرت عبدالمطلب کے حقیقی

ماموں ہیں بباعث ضعف اور نقاہت کے ٹھہرتا ہوں۔ تم جاؤ تب قریش ان کو وہاں چھوڑ کر چلے آئے اور مکے میں آ کر حضرت عبدالمطلب سے ان کی بیماری کا حال بیان کیا انہوں نے اپنے بڑے فرزند حارث کو بھیجا کہ عبداللہ کو مدینے سے لے آوے جب وہ مدینے گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ ایک مہینے تک بیمار رہے اور دارالتابعہ میں بعد وفات دفن کیے گئے جس وقت آمنہ کو وفات حضرت عبداللہ کی خبر پہنچی تب انہوں نے اس حالت غمگینی میں یہ چند اشعار پڑھے۔

نظم

عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ ۔۔۔ وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِی الْغَمَاغِمِ

دَعَتْهُ الْمَنَا يَادَعْوَةً فَاَجَابَهَا ۔۔۔ وَمَا تَرَكَتْ فِی النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمِ

عَشِيَّةَ رَاحُوْا يَحْمِلُوْنَ سَرِيْرَهٗ ۔۔۔ تَعَاوَرَهٗ اَصْحَابُهٗ فِی التَّرَاحُمِ

فَاِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنُوْنُ وَرَيْبُهَا ۔۔۔ فَقَدْ كَانَ مِعْطَاءً كَثِيْرَا التَّرَاحِمِ

ترجمہ: خالی ہو گئی زمین بطحا کی آل ہاشم سے۔ اور چل بسا وہ شہر سے باہر لحد میں بہت پردوں کے اندر۔ بلایا اس کو موت نے پس چلا گیا وہ۔ اور نہ چھوڑا موت نے ابن ہاشم سا شخص یعنی عبداللہ سا جوان خوبرو۔ اٹھا لے گئے لوگ جنازہ اس کا عصر کے وقت۔ اٹھایا ہاتھوں ہاتھ اس کو دوستوں نے بڑے ہجوم سے۔ پس اگر غفلت میں لے لیا اس کو حادثات زمانہ نے افسوس کرتے ہیں آدمی۔ تحقیق تھا وہ بڑا بخشش والا اور بہت رحم والا۔

اور ابن عباس سے مذکور ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ نے وفات پائی فرشتوں نے جناب باری میں عرض کی اے اللہ یتیم رہ گیا تیرا نبی یعنی وہ ابھی والدہ کے شکم میں ہے اور اس کے باپ نے انتقال کیا اب اس کی تربیت کون

کرے گا اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ میں اس کا محافظ اور نصیر ہوں میں اس کو رزق دوں گا پرورش کروں گا اور ہر طرح اس کی مدد اور حمایت کروں گا۔

(مواہب اللدنیہ)

اس حدیث کی تصدیق قرآن شریف میں موجود ہے۔ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى ○ یعنی اے محمد ﷺ کیا تجھ کو یتیم نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر تیری تربیت فرمائی۔

اور آپ کے یتیم رہ جانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ جو بڑی بڑی کتابوں میں مرقوم ہیں اور کہا حلبی نے کہ کتب قدیمہ میں آپ کا یتیم ہونا علامات نبوت سے شمار کیا گیا تھا پس حضرت عبداللہ کی وفات سے یہ نشان پورا اور صحیح ہوا۔

اور کہا زرقانی نے سب یتیموں میں بڑا وہ ہے جس کو اس کا باپ ماں کے پیٹ میں چھوڑ کر مر جائے اور ابی زکریا سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں کامل نو مہینے ٹھہرے اور نہیں معلوم ہوتا تھا آپ کی والدہ کو درد شکم نہ کوئی اور بات جو عورتوں کو ان ایام میں پیش آتی ہے کہ بعض چیزوں سے نفرت اور بعض چیزوں پر رغبت ہو جاتی ہے۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قسم خدا کی نہیں دیکھا میں نے کوئی حمل اس سے زیادہ سبک اور زیادہ برکت والا الحاصل جب نو مہینے پورے گزر چکے ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن صبح صادق کے وقت سورج نکلنے سے پہلے وہ سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین زیب عالم فخر آدم محبوب الٰہ مقبول بارگاہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کمال شوکت و اقبال اور نہایت جاہ و جلال سے پیدا ہوئے۔

نظم

حضرت مصطفےٰ ہوئے پیدا — احمد مجتبےٰ ہوئے پیدا
کیوں نہ عالم میں ہو خوشی پیدا — ایسے اعلیٰ ہوئے نبی پیدا
وہ نبی جس سے زیب عالم کو — وہ نبی جس سے فخر آدم کو
کیوں فرشتے نہ دیں مبارکباد — اشرف الانبیاء کا ہے میلاد
آج میلاد مصطفائی ہے — آج عالم میں عید آئی ہے
شاہ دنیا و دیں ہوئے پیدا — سید المرسلیں ہوئے پیدا
ان کی تعریف انبیاء نے کی — خاص جبریل اور خدا نے کی
وہ امام الہدیٰ ہوئے پیدا — وہ شفیع الوریٰ ہوئے پیدا
ان پہ رحمت خدا کی ہر دم ہے — دم سے ان کے بہار عالم ہے
وہ حبیب خدا ہوئے پیدا — رہنمائے جہان ہوئے پیدا
سید انس و جان ہوئے پیدا — رہنمائے جہاں ہوئے پیدا
وہ شفیع الامم ہوئے پیدا — وہ جمیل الشیم ہوئے پیدا
ہوئے پیدا وہ شافع محشر — ہوئے پیدا وہ ساقی کوثر
آپ کی ذات ازل میں تھی اک نور — اور حجابوں میں تہ بتہ مستور
پھر جو اترا وہ نور دنیا میں — تھا چھپا امہات و آبا میں
اب وہ نور آیا قطع کر کے حجاب — نکلے بدلی سے جس طرح مہتاب
نکلے پردوں سے یوں نبی کریم — جیسے نکلے صدف سے دُرِ یتیم
فرض ہے شکر بھیجنا ہم کو — حق نے ایسا نبی دیا ہم کو
اَکْرَمُ الْخَلْقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ — اَعْظَمُ الْخَلْقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

غزل سلامیہ

اے مرے شاہ باوقار سلام دین و دنیا کے تاجدار سلام
اے دو عالم کے شہریار سلام خاص مقبول کردگار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام بیکسوں کے کفیل کار سلام
آپ کے نام پر ہزار درود آپ کی شان پر ہزار سلام
آپ پر بھیجتا ہے رحمت سے خالق اللیل والنہار سلام
ہے یہ کافی نجات امت کو ہو قبول ان کا ایک بار سلام
جاتے ہیں واں ملائکہ لے کر جب پڑھیں عاشقان زار سلام
جس قدر ہو سکے مسلمانو بھیجو باعجز وانکسار سلام
جھک کے اس در پہ عرض کرتے ہیں بادشاہان نامدار سلام
منہ جو غنچوں کا ہے کھلا شاید کہتی اس منہ سے ہے بہار سلام
چاند سے منہ پہ بے حساب درود زلف مشکیں پہ بیشمار سلام
آپ ہیں شاہ کیوں نہ عرض کریں ہم غلامان جاں نثار سلام
ہم نے محبوب ایسا پایا ہے کیوں نہ ہم بھیجیں بار بار سلام
ہو کے حاضر جناب اقدس میں عرض کر بیدل نزار سلام

جس روز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شکم آمنہ سے ظہور فرمایا تمام زمین وآسمان میں جابجا قدرت الٰہی کا جلوہ نظر آیا تمام روئے زمین پر ایک نور تھا شوکت محمدی ﷺ کا ظہور تھا ہر مذہب اور ملت میں جو شخص اپنی قوم کا عالم اور رہنما تھا ہر کوئی اپنی اپنی طرح پر آنحضرت ﷺ کی خبر دیتا تھا اہل کتاب اپنی کتاب سے اور نجومی ستاروں کے حساب سے اور کاہن لوگ اپنے ضابطے اور آئین سے اور اصحاب فال اپنے قوانین سے۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے توریت میں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی زمانہ پیدائش حضرت محمد ﷺ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبر دی کہ فلانا ستارہ جس وقت حرکت کرے اور اپنی جگہ سے گزرے پس جان لو کہ وہ وقت ہے پیدا ہونے محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ علمائے بنی اسرائیل میں ہمیشہ پشت در پشت یہ نشان اور علامت آنحضرت ﷺ کی منتقل ہوتی تھی۔ (سیرت حلبی)

لیکن جس وقت زمانہ ظہور حضرت ﷺ کا قریب آیا اکثر علمائے یہود کے دل میں بغض اور عناد پیدا ہوا کہ افسوس اب سب آدمی اس نبی آخر الزماں پر ایمان لائیں گے ہم کو کوئی نہ پوچھے گا سب ان ہی کی تعظیم اور توقیر کریں گے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں آٹھ سات برس کا لڑکا تھا اور سب باتیں سمجھتا تھا ایک روز مدینے میں ایک یہودی کو دیکھا کہ چیختا ہے اور فریاد کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے قوم یہود کی یہاں آؤ تب اس کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہنے لگے کہ اے کمبخت تجھ کو کیا ہوا وہ بولا کہ آج وہ ستارہ نکل آیا کہ جو پیدائش احمد مجتبیٰ ﷺ کا نشان تھا۔

روایت کی ہے بیہقی اور ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک یہودی مکے میں رہتا تھا پس جب وہ رات آئی جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے پوچھا اس یہودی نے اے گروہ قریش کیا آج پیدا ہوا تم میں کوئی لڑکا؟ بولے ہم کو معلوم نہیں اس نے کہا دیکھو تلاش کرو اپنی قوم اور برادری میں بے شک آج پیدا ہوا ہے نبی اس امت کا اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان ایک نشان ہے پس قریش اپنی قوم میں جا کر پوچھنے لگے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی قریش کے ساتھ ہو کر حضرت ﷺ کی والدہ

آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جس وقت آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور سب علامات اور نشان کو ان میں ظاہر پایا بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا جاتی رہی نبوت بنی اسرائیل سے اور خبردار ہو اے قریش قسم اللہ کی بیشک تم میں اس کے سبب ایک شوکت اور دبدبہ ہوگا۔ مشرق سے مغرب تک اس کا چرچا ہوگا۔

(روایت کی یہ یعقوب بن سفیان نے ساتھ اسناد حسن کے۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں مذکور ہے)۔ (مواہب اللدنیہ)

اور یہ حدیث حاکم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ (شرح مواہب)

اور آنحضرت ﷺ کی عجائب تاثیر ولادت سے یہ ہے کہ جو روایت بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ وغیرہ سے کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ ملک شام جو اہل اسلام کا مقام ہے اس کے راستے میں ایک رودخانہ تھا جس کا نام ساوہ تھا۔ ایک ہزار برس سے اُس کا پانی خشک ہو گیا تھا۔ حضرت ﷺ کی برکت سے جاری ہو گیا۔

اور دریائے ساوہ جو کفار کی عملداری یعنی بلاد فارس میں ایک دریا تھا اس کا عرض و طول اٹھارہ میل سے زیادہ تھا خشک ہو گیا۔

اور نوشیرواں بادشاہ کے محل کو زلزلہ آیا اور پھٹ گیا اور چودہ کنگرے گر پڑے اور اس کے پھٹنے سے ایک آواز وحشت ناک پیدا ہوئی اور محل سو گز کا اونچا نہایت مضبوط بڑی بڑی پختہ اینٹوں اور چونے سے چنا ہوا تھا۔

اور فارس کی آگ جس کو فارسی لوگ پوجتے تھے اور ایک ہزار برس سے روشن تھی تاثیر جلال محمدی ﷺ سے بجھ گئی۔

نوشیروان یہ حوادثات دیکھ کر بہت گھبرایا اور دربار میں خواص اور

مصاحبوں کو مشورے کے لئے جمع کیا انجام کار عبدالمسیح کو سطیح کاہن کے پاس جو علم کہانت میں نہایت استاد تھا بڑی بڑی مشکلات کو حل کرتا تھا روانہ کیا اس وقت سطیح نزع کی حالت میں تھا عبدالمسیح کا بیان سن کر اٹھا اور بولا کہ اے عبدالمسیح جس وقت ظاہر ہو تلاوت اور صاحب عطا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہو اور رود خانہ ساوہ جاری ہو اور دریائے ساوہ خشک ہو اور فارس کی آگ بجھ جائے اس وقت بادشاہان فارس کی سلطنت منقطع ہو جائے گی اور سطیح کو موت آئے گی اور کہانت ملک شام سے اُٹھ جائے گی جس وقت سطیح نے یہ کلام تمام کیا اسی وقت مر گیا۔

(شرح مواہب، روضۃ الاحباب)

اور منجملہ ارہاصات ولادت سے یہ ہے کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کے بت خانے میں ایک بت تھا کہ ہر سال میں ایک بار اس کے پاس جا کر اعتکاف کرتے اور اونٹ ذبح کرتے اور دعوتیں کھلاتے اور بڑی خوشی کرتے اس دن کو اپنی عید جانتے اتفاقاً اُن ایام عید میں ایک رات اُس بت کے پاس گئے اس بت کو سر کے بل گرا ہوا دیکھا کمال تعجب ہوا قریش نے پھر اس کو اٹھا کر قائم کیا بعد ایک لحظے کے پھر گر گیا پھر اُٹھایا پھر سر کے بل گر گیا قریش بہت غمگین ہوئے پھر اس کو اٹھا کر خوب مضبوط قائم کیا اس بت کے اندر سے یہ آواز آئی کہ ایک شخص کہتا ہے کہ گرا یہ بت سر کے بل بباعث ایک مولود کے جس کے نور سے تمام سڑکیں زمین کی مشرق سے مغرب تک روشن ہو گئیں اور تمام بت سر کے بل اُلٹ گئے اور بادشاہوں کے دل اُس کے رعب سے کانپ گئے۔

(روضۃ الاحباب)

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی مظہر صفات کمال — جس سے ظاہر ہوا خدا کا جلال
جب قدم آئے اس شہہ دیں کے — رنگ فق ہو گئے سلاطیں کے
آئے جب وہ حبیب سبحانی — دب گئی سب کی شان سلطانی
ہوئے بے نور بادشہ سارے — چاند کے آگے جس طرح تارے
ہو اگر بادشاہ ہفت اقلیم — وہ بھی دے جھک کے آپ کی تعظیم
ایسا حضرت کا دبدبہ چھایا — قصر کسریٰ میں زلزلہ آیا
نور احمد کی جب تجلی ہو — کیوں عجم کی نہ آگ ٹھنڈی ہو
کیوں نہ بت سر کے بل الٹ جائیں — ایسے جب شاہ بت شکن آئیں
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور منجملہ برکات ولادت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہے کہ عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ جو صحابیہ ہیں روایت کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ”تب میں نے دیکھا تمام گھر نور سے بھر گیا تھا اور ستارے آسمان سے میری طرف جھکے آتے تھے گویا کہ مجھ پر گر پڑیں گے“ (روایت کی یہ بیہقی اور ابن عبدالبر وغیرہما نے) اور ابن حبان اور حاکم ساتھ اسناد صحیح کے روایت کرتے ہیں کہ ”دیکھا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وقت پیدا ہونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نور پھیلا ہوا جس سے ملک شام کے محل آئے نظر“۔

(مواہب اللدنیہ)

اور ایک روایت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یوں منقول ہے کہ روشنی ہو گئی اس نور سے مشرق سے مغرب تک اور ملک شام کے بازار اور محل روشن ہو گئے

یہاں تک کہ مجھ کو بصرے کے اونٹ نظر آئے اور دیکھیں میں نے ان کی گردنیں۔

(سیرت حلبی)

اور بصرہ ایک شہر ہے ملک شام میں کہ کل بلاد شام سے اول اس میں نور محمدی ﷺ داخل ہوا اور اسی واسطے اول اُس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر فتح کیا اور پیدائش کے وقت جو ایک نور نکل کر مشرق سے مغرب تک پھیل گیا اس میں اشارہ یہ تھا کہ آپ کا نور معرفت و ہدایت تمام زمین میں پھیلے گا اور شرک اور کفر کی تاریکی عالم سے مٹا دے گا اور ملک شام کا زیادہ روشن ہونا اس نور سے یہاں تک کہ وہاں کے محل اور اونٹ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو نظر آئے اس کا سبب یہ تھا کہ ملک شام کو نور نبوت سے زیادہ خصوصیت ہے اور وہ آپ کا دار الملک ہے۔

چنانچہ ذکر کیا ہے کعب الاحبار نے کہ پہلی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کا بیان یوں لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مکے میں پیدا ہوں گے اور مدینے میں ہجرت کریں گے اور ملک شام میں آپ کی حکومت ہوگی۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ کہ نام ان کا شفاء تھا۔ روایت کرتی ہیں کہ ”جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تب آپ میرے ہاتھوں میں آئے آپ نے ایک آواز کی میں نے سنا کہ ایک شخص نے کہا رحمک اللہ یعنی اللہ رحم کرے تم پر اے محمد ﷺ۔ اور روشن ہو گیا مشرق سے مغرب تک یہاں تک کہ دیکھے میں نے بعض محل شام کے۔ پھر میں نے حضرت ﷺ کو کپڑے پہنا کر لٹا دیا۔

ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے آگے ایک اندھیرا چھا گیا میرا جی خوف سے گھبرا گیا اور بدن کانپنے لگا اور آنحضرت ﷺ کو کوئی شخص اُٹھا لے گیا۔

پھر میری داہنی طرف ایک نور پیدا ہوا اور سنا میں نے اس وقت کہ ایک

شخص دوسرے شخص سے پوچھتا ہے کہاں لے گیا تو محمد ﷺ کو اس نے جواب دیا کہ میں ان کو مغرب کی طرف لے گیا اور تمام متبرک مکانوں میں پہنچایا۔

پھر کہا شفاء نے کہ میرے بائیں طرف بھی ایک نور پیدا ہوا اس طرف بھی ایک کہنے والا کہتا تھا کہ کہاں لے گیا تو محمد ﷺ کو دوسرے شخص نے جواب دیا کہ میں ان کو مشرق کی طرف لے گیا اور متبرک مکانوں میں پہنچایا اور ابراہیم خلیل اللہ کے پاس لے گیا انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور ساتھ پاکیزگی اور برکت کے ان کے حق میں دعا کی۔

اور کہا شفاء نے کہ پھر اس وقت وہ شخص کہنے لگا بشارت ہو تم کو اے محمد ﷺ ساتھ شرف اور عزت دنیا اور آخرت کے کہ آپ نے دستاویز محکم کو مضبوط پکڑا ہے جو کوئی آپ کے دین کی شاخ پکڑے گا اور آپ کے فرمودہ پر عمل کرے گا قیامت کو آپ کے گروہ میں اُٹھے گا۔

کہا شفاء نے کہ یہ بات اس روز سے میرے دل میں رہی یہاں تک کہ جب آپ کو نبوت ملی میں آپ پر ایمان لائی اور جو لوگ حضرت ﷺ پر سب سے اول ایمان لائے تھے میں بھی ان میں داخل ہوئی۔

(شرح مواہب، روضۃ الاحباب)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پیدا ہوئے حضور نبی کریم ﷺ تب رضوان داروغہ بہشت نے آپ کے کان میں کہا کہ خوشخبری ہو تم کو اے محمد (ﷺ) نہیں باقی رہا کسی نبی کا علم مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرما دیا۔ پس آپ کل انبیاء سے زیادہ ہیں علم اور شجاعت میں۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت پیدا ہوئے نبی ﷺ ان کے ساتھ ایک نور نکلا جس سے تمام مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی پھر بیٹھے

آپ زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر پھر ایک مشت مٹی زمین سے اٹھائی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا (روایت کی یہ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت سے مثل ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عطاء وغیرہما کے)۔ (مواہب اللدنیہ)

واضح ہو کہ اس وقت آپ کا زمین پر آنا اور مشت خاک اٹھا لینا اشارہ تھا کہ آپ روئے زمین پر غالب آئیں گے چنانچہ قبیلہ بنی لہب جو شگون اور فال کا بڑا علم رکھتے تھے اس خبر کو سن کر کہنے لگے کہ اگر یہ فال سچ ہے تو البتہ یہ لڑکا غالب ہوگا اہل زمین پر کیونکہ اس نے زمین پر ہاتھ مارا ہے پس بلاشک اس کو روئے زمین پر قبضہ ملے گا۔ (سیرت حلبی)

اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھنا اشارہ تھا کہ اگرچہ میں روئے زمین پر غالب ہوں لیکن مجھ کو اس پر التفات نہیں بلکہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کیونکہ مجھ کو عالم علوی پر نظر ہے۔ (شرح مواہب)

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایتیں بھی آئی ہیں کہ جس وقت آپ پیدا ہوئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر سجدہ کیا اور آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے اس میں سے دودھ جاری تھا۔

(روضۃ الاحباب)

اور روایت طبرانی وابونعیم وغیرہما سے ثابت ہے کہ آپ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے اور نہ دیکھا کسی نے آپ کی شرمگاہ کو۔ (تصحیح کی اس حدیث کی حافظ ضیاء الدین مقدسی نے اور کہا زرکشی وغیرہ نے کہ بیشک تصحیح ان کی بہت اعلیٰ ہے تصحیح حاکم سے) اور حدیث اسحاق بن عبداللہ میں ہے کہ فرمایا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے پیدا ہوئے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نہایت پاکیزہ اور نہ تھی آپ کے بدن پر کچھ آلودگی۔ (مواہب اللدنیہ)

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی حضرت عبدالمطلب کے پاس بھیجا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے آپ آیئے اور ملاحظہ فرمایئے تب حضرت عبدالمطلب نے آکر آپ کو دیکھا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کل معاملہ جو وقت ولادت غیب سے پیش آیا تھا بیان کیا کہتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب آپ کو لے کر خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شکر الٰہی بجالائے۔ (شرح مواہب)

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام ۔۔۔ اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ پیغمبر وہ پیشوائے سبیل ۔۔۔ شکل وصورت کے خوبرو وجمیل
ہوئے جسدم وہ ذی شرف پیدا ۔۔۔ نور ربی تھا ہر طرف پیدا
دور اس نور کی چمک پہنچی ۔۔۔ روشنی روم و شام تک پہنچی
ایسے پیدا ہوئے لطیف ونظیف ۔۔۔ تھی بدن پر نہ کوئی چیز کثیف
کیا ہی عالی ہے آمنہ کا نصیب ۔۔۔ جس کو فرزند ہووے ایسا نصیب
جان ودل جس کے نام پر قربان ۔۔۔ چاند ہو شکل دیکھ کر قربان
اس نبی پر ہوں بار بار سلام ۔۔۔ پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جمہور علما کا مذہب صحیح یہ ہے کہ آپ کی ولادت ربیع الاول میں ہوئی اہل حدیث اور ارباب تاریخ واکثر منجم واصحاب زائچہ بالاجماع آپ کی میلاد آٹھویں تاریخ بیان کرتے ہیں اور بعض راویوں سے چند تاریخیں اور بھی منقول ہیں۔

اور محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے آپ بارہویں تاریخ پیدا ہوئے چنانچہ تمام بلاد واہل اسلام میں اسی روایت پر عمل ہے خصوصا اہل مکہ زمانہ قدیم سے

آج تک اسی پر عمل کرتے ہیں یعنی بارہویں تاریخ ربیع الاول کو مقام میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ وہ زمانہ ربیع کا یعنی فصل بہار کا تھا۔ رات اور دن معتدل تھے۔ نہ سردی کی شدت۔ نہ گرمی کی حدت۔ اور ہوا بھی معتدل تھی نہ حد سے زیادہ مرطوب۔ نہ چنداں خشک نامرغوب۔ اور آفتاب بھی معتدل تھا عروج اور نزول میں اور چاند بھی معتدل تھا اول درجہ ایام ہیض میں چنانچہ مصرع عربی آپ کی میلاد میں مشہور ہے۔

ع رَبِیْعٌ فِیْ رَبِیْعٍ فِیْ رَبِیْعٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہار عالم تھے پیدا ہوئے فصل ربیع مہینے ربیع میں۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

ابومعشر بلخی نے جو احکام فن نجوم کے دانا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طالع یوں بیان کیا ہے کہ اس وقت زحل اور مشتری برج عقرب میں تھے اور مریخ اپنے خانہ برج حمل میں اور آفتاب بھی برج حمل میں بیچ شرف کے اور زہرہ برج حوت میں بیچ شرف کے اور عطارد بھی برج حوت میں اور قمر برج اول میزان میں اور راس جوازمین بیچ شرف کے اور ذنب قوس میں بیچ شرف کے خانہ اعدا میں۔

(روضۃ الاحباب)

اور یہ بھی منقول ہے کہ اس وقت غفر کا طلوع تھا غفر تین ستارے ہیں کہ ان میں چاند کا نزول ہوتا ہے اور کہا حلبی نے کہ پیدا ہوئے آپ وقت وجود مشتری کے جو نہایت نیک ستارہ ہے جس کو نجومی سعد اکبر کہتے ہیں۔ الحاصل جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بخت بلند اور طالع ارجمند سے پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے نو روز تک اپنا دودھ پلایا اور سات دن اور تین دن کی بھی روایت آئی ہے۔

بعد ازاں حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے چند روز دودھ پلایا بعد ازاں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آخر ایام رضاع تک پرورش فرمایا اور اس ثوبیہ کے ایمان میں اختلاف ہے بعض محدثین نے اس کو صحابیات میں شمار کیا ہے اور کتب سیر میں ہے کہ آنحضرت ﷺ بحکم رضاعت اس کی تعظیم کرتے اور مدینہ شریف سے اس کے لئے لباس اور انعام بھیجتے۔ (مدارج النبوۃ)

اور ذکر کیا حافظ ابوبکر نے سراج المریدین میں کہ جس دایہ نے آپ کو دودھ پلایا اس کو بالضرور اسلام نصیب ہوا ہے اور اہل معانی اس مقام میں ایک لطیفہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی پرورش ان سے کرائی کہ جن کے نام سے خیر و برکت نمودار تھی۔

آپ کی والدہ کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا تھا یعنی صاحب امن۔

اور دائی قابلہ آپ کی شفاء تھیں اور شفاء کہتے ہیں صحت اور آرام کو۔

اور ام ایمن رضی اللہ عنہا وہ عورت جو آپ کی خردسالی میں تربیت اور نگاہداشت اور غور و پرداخت کرتی تھی۔ ایمن کے معنی برکت۔

اور دائی دودھ پلانے والی کا نام حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھا یعنی حلم والی اور سعادتمند۔

اور ثوبیہ نے جو چند روز دودھ پلایا اس کے نام میں بھی مادہ ثواب کا موجود تھا۔ (شرح مواہب)

اور یہ ثوبیہ رضی اللہ عنہا وہ ہے جو ابولہب کی لونڈی تھی اس نے ابولہب کو میلاد حضرت کی خوشخبری سنائی تھی اور یہ کہا تھا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر آمنہ خاتون سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب بہت خوش ہوا اور اسی خوشی میں اس لونڈی کو آزاد کیا چنانچہ بخاری اور عبدالرزاق وغیرہما نے

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ثوبیہ رضی اللہ عنہا لونڈی ابولہب کی تھی ابولہب نے اس کو آزاد کیا پس پلایا اس نے دودھ اپنا نبی کریم ﷺ کو (الحدیث)۔

اور روایت ہے جبکہ ابولہب مر گیا ایک برس پیچھے بعد واقعۂ بدر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے ابولہب تجھ پر کیا گزرا بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس نے جواب دیا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں راحت نصیب نہیں ہوئی مگر جب پیر کی رات آتی ہے کچھ مجھ کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اس لئے کہ میں میلاد شریف محمد رسول اللہ ﷺ کی خبر سن کر خوش ہوا تھا اور اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

حافظ ابوالخیر شمس الدین دمشقی معروف بہ ابن جزری جو بڑے صاحب تصانیف اور حافظ حدیث تھے فرماتے ہیں جبکہ ابولہب سا کافر جہنمی جس کی مذمت قرآن شریف میں وارد ہوئی ہے میلاد نبی کریم ﷺ کی خوشی کرنے سے عذاب میں تخفیف پاوے پس سبحان اللہ کیا اچھا حال ہے اس شخص کا کہ آپ کی امت میں ہے اور آپ کی مولد کی خوشی کرتا ہے اور جو اس کو بہم پہنچتا ہے آپ کی محبت میں صرف کرتا ہے بے شک اللہ کریم داخل کرے گا اس کو جنات نعیم میں اور یہ خاصیت مولد شریف کی مجرب ہے کہ تمام سال تک وہ شخص امن میں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کرتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

سبط ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ سلطان ابوسعید مظفر تین لاکھ اشرفی محفل مولد شریف میں صرف کرتا تھا جس قدر علمائے عظام اور مشائخ کرام اس محفل میں آتے تھے خلعت پاتے تھے اور یہ بادشاہ محمود السیرۃ والسریرۃ تھا بڑا بہادر عاقل و عادل تھا۔ ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي تَارِيخِهِ۔ (شرح مواہب)

اور ظاہر ہے کہ ہم جناب الٰہی سے مامور ہیں کہ ہر نعمت کا شکر ادا کیا

کریں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یعنی یادگاری اور ذکر کرو
نعمت اللہ کا جو تم پر ہے پھر اس سے زیادہ بڑی نعمت کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے
ہمارے لیے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین کو دنیا میں بھیجا فی الواقع ہم پر بڑا احسان کیا
چنانچہ اللہ تعالیٰ اس احسان کو بیان فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ ○

(یعنی اللہ نے احسان کیا ہے ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول ان ہی میں کا پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور سنوارتا ہے ان کو)۔

اور کہا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابو شامہ نے کہ ''یہ عمدہ بات ہمارے زمانے میں جاری ہے کہ اہل اسلام میلاد شریف کے روز اظہار سرور و زینت کرتے ہیں صدقات اور خیرات کی کثرت کرتے ہیں قطع نظر اور خوبیوں سے ایک خوبی اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر بباعث بھیجنے نبی کریم ﷺ کے احسان کیا ہے۔ روز میلاد کے خوشی کرنے میں اس کا شکر ادا ہوتا ہے''۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ ان کی کتاب فیوض الحرمین سے ملخصاً منقول ہے کہ ''میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو کہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی۔ بارہویں ربیع الاول کو اور قصہ ولادت شریف اور خوارق عادات لطیف کا جو اس وقت ظہور میں آئے تھے پڑھا جاتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک بارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے اُن انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محفل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار رحمت الٰہی کے اترتے ہیں''۔

اور شیخ ابی موسیٰ سے منقول ہے کہ دیکھا میں نے رسول مکرم ﷺ کو

خواب میں پس ذکر کیا میں نے آپ سے قول فقہا کا مولد شریف میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی خوش ہوتا ہے ہم سے ہم خوش ہوتے ہیں ان سے۔

اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فی الجملہ اصلیت ذکر مولد شریف کی ثابت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غزوۂ تبوک سے واپس آئے اول مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھی پھر بیٹھے آپ وہاں سب آدمیوں میں۔ کما فی الحدیث ابن مالک فی الصحیح اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجمع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چند اشعار پڑھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے ان میں بالا جمال والاختصار کل مولد کا بیان شروع سے ظہور پیدائش تک ہے جس کا دل چاہے مواہب قسطلانی اور شرح مواہب زرقانی میں دیکھ لے وہ اشعار یہ ہیں۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقُ

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

فَنَحْنُ فِي ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ میں حال اپنی اولیت اور ولادت کا مختصراً بیان کیا ہے فرمایا آپ نے کہ میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور آدم پڑے ہوئے تھے مٹی میں اور خبر دیتا ہوں میں تم کو اپنی اول حقیقت سے وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے لئے دعا کی تھی یعنی کہا تھا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی تھی یعنی کہا تھا:

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ○

اور میری والدہ نے وقائع دیکھے تھے میرے پیدا ہونے کے وقت تحقیق نکلا اُس وقت ایک نور جس سے روشن ہو گئے محل شام کے۔ (تصحیح کی اس حدیث کی حاکم اور ابن حبان نے)۔

الحاصل اصلیت ذکر مولد شریف کہ صحابہ رضی اللہ عنہم و محدثین علیہم الرحمہ و علما و اولیاء کے کلام سے بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چاہیے کہ مسلمان محمدی اس کی برکت سے محروم نہ رہیں بلاشبہ آپ کا تذکرہ موجب نزول برکات ہے آپ کی محبت باعث نجات ہے۔

اور ابونعیم نے حلیہ میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور گناہوں میں مبتلا رہا پھر جب وہ مر گیا اس کو حقارت سے ایک مزبلے یعنی کوڑے میں دبا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حکم بھیجا کہ ابھی اس کو مزبلے سے نکالو اور اس کے جنازے کی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار وہ شخص بڑا گنہگار تھا۔ بنی اسرائیل نے میرے آگے گواہی دی کہ اس نے سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ حکم ہوا کہ واقعی وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن جب اس نے توریت کو پڑھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نظر پڑا اس نے نام کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا ہم کو یہ تعظیم اس کی پسند ہوئی اس لئے ہم نے اس کی مغفرت کی اور ستر حوریں

عنایت کیں۔ (سیرت حلبی)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام ‏ اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

سب کو ہے ذکر آپ کا مرغوب ‏ ذکر محبوب کیوں نہ ہو محبوب

ذکر خیر آپ کا جہاں پائیں ‏ لے کے رحمت فرشتے آجائیں

وہ نبی پاک ذات پاک صفات ‏ جس کے دم سے ہے امتوں کی نجات

دل میں جس کے نبی کی الفت ہے ‏ اس پہ نازل خدا کی رحمت ہے

دین و ایمان اسی کا ہے کامل ‏ جس کو ہے عشق مصطفےٰ حاصل

حُب احمد ہے جس کی طنیت میں ‏ ہوگا محشر کے دن وہ جنت میں

عشق احمد خدا نصیب کرے ‏ اپنے محبوب سے قریب کرے

اس نبی پر ہوں بار بار سلام ‏ پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

مواہب لدنیہ میں دائی حلیمہ کا قصہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی اور ابو نعیم وغیرہم چھ راویان حافظ حدیث سے منقول ہے اور روضۃ الاحباب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نہایت طویل اس باب میں مذکور ہے دونوں کا خلاصہ بطور انتخاب لکھتا ہوں اور بعض روایات حلبی اور زرقانی بھی درج کرتا ہوں۔

روایت کی مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک فرشتے نے آسمان میں آواز دی کہ یہ محمد ﷺ سید الانبیاء ہیں کیا خوش نصیبی ہے اس پستان کی جو دودھ پلائے ان کو بس جھگڑنے لگے تمام جانور اور جنات جانوروں نے کہا ہم اس خدمت عظیم کے امیدوار ہیں جنات بولے ہم اس کے مستحق اور سزاوار ہیں پس غیب سے آواز آئی کہ تم جھگڑا مت کرو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اور سعادت انسانوں میں خاص حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمائی ہے۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان ایام میں قحط کی سختی تھی اور معاش کی تنگی تھی تب میں نے اور میری قوم کی چند عورتوں نے مکے کا ارادہ کیا کہ وہاں سے دودھ پلانے کے واسطے شرفائے عرب کے لڑکے لاویں اور ان کی خدمت گزاری کر کے حسب دلخواہ انعام پاویں۔

جب مکے سے چھ کوس پر ہم نے مقام کیا۔ میں نے اس منزل میں خواب دیکھا کہ ایک درخت سبز میرے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس عرصے میں ایک درخت خرما نظر آیا جس پر بہت پختہ چھوہارے لگے ہوئے ہیں۔ اور تمام عورتیں برادری کی میرے گرد ہیں۔ اور کہتی ہیں اے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تو ہماری سردار اور ملکہ ہے۔ اور اس درخت سے ایک چھوہارا میری گود میں گرا۔ میں نے اٹھا کر کھایا شہد سے زیادہ میٹھا تھا ایک مدت تک اس کا مزہ میرے مذاق سے نہ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے ظاہر نہ کیا۔ جس وقت ہم سب عورتیں مکے میں داخل ہوئیں سب عورتوں کو ایک ایک لڑکا مالدار مل گیا اور میں باقی رہ گئی۔ اپنے دل میں نہایت غمگین ہوتی تھی۔ اس عرصے میں ایک شخص صاحب شان ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے دودھ پلانے والی عورت تو کوئی عورت تم میں باقی ہے جسے کوئی لڑکا نہ ملا ہو۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جواب پایا کہ یہ عبدالمطلب بن ہاشم بزرگ مکہ ہے۔

تب میں نے ان کے پاس جا کر عرض کی کہ میں حاضر ہوں عبدالمطلب نے پوچھا تو کون ہے میں نے عرض کی میں حلیمہ سعدیہ ہوں۔ آپ نے فرمایا واہ واہ دونوں خصلتیں اچھی ہیں ''حلم'' اور ''سعد''۔

روایت ہے کہ جس وقت حلیمہ سعدیہ مکے میں داخل ہوئیں عبدالمطلب نے غیب سے یہ آواز سنی تھی کہ آمنہ کا بیٹا محمد ﷺ تمام عالم سے اچھا اور سب

اچھوں سے برگزیدہ ہے اس کو دودھ پلانے کے لئے سوا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے کسی عورت کو سپرد نہ کیجیو۔ وہ بڑی امانت دار اور پرہیز گار ہے۔

الحاصل عبدالمطلب حلیمہ کو ساتھ لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ایک عورت نہایت صاحب جمال تھی فصیح اور شیریں مقال تھی۔ اور آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ ایک پشمین کا کپڑا نہایت سفید پہنے ہوئے اور ایک سبز ریشمیں بچھونے پر سوتے ہیں۔ اور ان کے بدن میں سے مشک کی خوشبو مہک رہی ہے مجھ کو آپ کا حسن و جمال دیکھ کر پیار آیا یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کو جگاؤں تب میں نے نزدیک ہو کر آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا آپ ہنسنے لگے اور آنکھیں کھول دیں اس وقت آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور میں دیکھتی تھی پس میں نے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور دہنی پستان آپ کو پلائی۔ اور حضرت ﷺ نے بائیں پستان کا دودھ نہ پیا۔ اور میرے فرزند کے واسطے چھوڑ دیا۔ اور ہمیشہ آپ کا یہی دستور رہا کہ داہنی پستان آپ پیتے اور بائیں اس کے لئے چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت سے آپ کے دل میں عدل اور انصاف ڈال دیا تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا مجھ کو تین رات تک یہ آواز آئی کہ اپنے بیٹے محمد ﷺ کو قبیلہ بنی سعد میں جس کو ابو ذویب سے نسبت ہو پرورش کرائیو۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے آمنہ میرا خاوند بھی ابوذویب ہے اور میرا باپ بھی ابوذویب ہے بیشک تیرا خواب سچا ہے۔

تب حلیمہ نے آنحضرت کو گود میں لیا اور مکان پر آنے کا قصد کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے حلیمہ ہے میری ملاقات کیے کے سے باہر نہ جانا میں تجھ سے اپنے فرزند کی بابت کچھ باتیں کہوں گی اور کچھ نصیحتیں بھی کردوں

گی۔ الحاصل حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت ﷺ کو لے کر کے میں جس جا میرا خاوند ٹھہرا ہوا تھا آئی۔ اور میری پستان دودھ سے بھر گئیں کہ آنحضرت ﷺ نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور میرے بیٹے نے بھی پیٹ بھر کر پیا اور پہلے اس سے میرے بیٹے کے لائق بھی دودھ نہ ہوتا تھا۔ وہ بھوکا رویا کرتا تھا اور مجھ کو رات بھر نیند نہ آتی تھی۔

اب حضور ﷺ کی مجھ پر برکت ہوئی۔ دودھ کی نہایت کثرت ہوئی۔ پھر میرے خاوند نے اپنی اونٹنی کو دیکھا کہ تمام دودھ سے اس کے تھن بھرے ہوئے ہیں۔ اور قسم خدا کی پہلے اس سے بباعث خشک سالی اور عدم غذائیت کے ایک قطرہ دودھ کا اس کے نیچے نہ تھا۔ پھر میرے خاوند نے اس کا دودھ دوہا۔ اس نے بھی خوب پیا۔ اور میں نے بھی سیر ہو کر پیا اور رات بہت آرام سے گزری۔ اور پہلے اس سے بباعث غلبہ اشتہا وخلوِ معدہ کے طبیعت بے چین رہتی تھی۔ اور نیند بھی نہیں آتی تھی۔

جب صبح ہوئی میرا خاوند بولا اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا) قسم خدا کی تجھ کو عجیب مبارک فرزند ہاتھ آیا ہے دیکھ اس کی برکت سے رات بھر خیر و برکت کا نزول رہا ہے۔ میں نے کہا قسم اللہ کی میں امید رکھتی ہوں ہمیشہ اس کے توسل سے اللہ تعالیٰ خیر وبرکت زیادہ کرے۔ پھر ہم کئی رات مکے میں رہے۔ اور آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تھے۔

ایک رات ناگہاں میری آنکھ کھل گئی کیا دیکھتی ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے گرد ایک نور ہے اور ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے ان کے سرہانے کھڑا ہوا ہے میں نے آہستہ آہستہ اپنے خاوند کو جگا کر کہا کہ دیکھ یہ کیا عجیب بات ہے وہ بولا کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو اور اس بات کو پوشیدہ رکھ جس روز سے یہ لڑکا پیدا

ہوا ہے علمائے یہود کا بالکل آرام و قرار جاتا رہا ہے اور ان کا کھانا پینا سب بے مزہ ہو گیا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کی برکت سے ہم کو نگاہ رکھے گا۔

القصہ تین دن یا سات دن حلیمہ مکے میں رہی ہر روز حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی اور ان سے عجائب حالات ایام حمل اور ولادت کے سنتی۔ انجام کار ان سے مل کر رخصت ہوئی۔ انہوں نے اپنے فرزند عالیجاہ کی بابت بہت تاکید اور وصیت کی۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہو کر اپنے دراز گوش پر سوار ہوئی اور حضرت ﷺ کو اپنے آگے بٹھایا کیا دیکھتی ہوں کہ میرے دراز گوش نے کعبہ شریف کی طرف سر جھکایا اور تین سجدے کر کے آسمان کی طرف سر اٹھایا پھر اپنے گھر کی طرف اس تیز رفتاری سے روانہ ہوا کہ قوم کی کل سواریوں سے آگے بڑھ گیا کل عورتیں پیچھے رہ گئیں اور کہنے لگیں کہ اے ابوذویب کی بیٹی یہ تیرا دراز گوش وہی ہے جس پر تو گھر سے سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھی کبھی گر پڑتا تھا اور کبھی اُٹھتا تھا اور بباعث ضعف اور لاغری کے راہ راست چل نہ سکتا تھا۔

میں نے کہا قسم خدا کی یہ وہی دراز گوش ہے اب اس فرزند کی برکت سے چست و چالاک ہو گیا ہے وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں آج اس کی شان عظیم ہے میں نے سنا کہ میرا دراز گوش بولا قسم اللہ کی میری ایک شان ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بعد موت کے زندہ کیا اور بعد لاغری کے موٹا تازہ کیا اے عورتو بنی سعد کی تم بڑی غفلت میں ہو تم نہیں جانتیں میری پشت پر سوار ہیں سید المرسلین خیر الاولین والآخرین حبیب رب العالمین ﷺ۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم جس منزل میں اُترتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو سرسبز کرتا تھا اور جس وقت ہم اپنے گھر پہنچے اللہ تعالیٰ نے میرے کل اموال اور مویشی میں برکت عطا کی سب بکریوں نے بچے دیئے اور دودھ کثرت سے پیدا ہوا میری بکریاں شام کو دودھ سے بھری آتی تھیں اور کسی کے یہاں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا تھا سب آدمی اپنے چرواہوں کو کہتے کہ تم اپنی بکریاں اس زمین میں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔

الحاصل ہمیشہ ہمارے گھر میں بباعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر و برکت رہی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دی جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا بے اختیار ہو کر پیار کرتا تھا اور سب کو آپ کی برکت کا اعتقاد ہو گیا جس کسی کو بیماری کی کچھ تکلیف ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بدن پر رکھتا فوراً اچھا ہو جاتا۔

اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ایک بار میری گود میں تھے میری بکریاں آئیں ان میں سے ایک بکری نے آگے بڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔

کہا حلبی نے کہ سجدہ کرنا جانوروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور ہجرت کے بعد بھی ثابت ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے باغ میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور چند انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس باغ میں بکریاں تھیں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بکریوں کی بہ نسبت ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں یہ حکم نہیں کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور اگر ہوتا تو البتہ میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اور روایت ہے کہ ایک اونٹ بہت تیز ہوا کہ کوئی اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا یہ قصہ آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا گیا آپ نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس اونٹ کو کھول دو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم ڈرتے ہیں مبادا آپ پر حملہ کرے اور تکلیف پہنچا دے۔ آپ ﷺ نے فرایا کھول دو۔ تب انہوں نے کھول دیا۔ جس وقت اس اونٹ نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا سجدے میں گر پڑا آپ ﷺ نے اس کی چوٹی پکڑ کر مالک کو دے دیا اور فرمایا کہ جا اسے کام میں لایا کر۔ لیکن اچھی طرح چارا کھلایا کر۔ (الحدیث)

اور ذکر کیا ابن سبع نے خصائص میں کہ آپ ﷺ کے گھوارے کو فرشتے جھلاتے تھے کہا بعض علماء نے کہ نہیں منقول ہوئی یہ بات واسطے کسی نبی کے انبیاء سے پس یہ خاصہ ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کا اور جب حضرت ﷺ کے بولنے کا وقت آیا آپ نے اول یہ کلام کیا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ○ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ○

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کو شیر خواری میں — دھیان رہتا تھا ذکر باری میں
جب شروع آپ نے کلام کیا — سب سے اول خدا کا نام لیا
کس کو خالق کا دھیان ہے ایسا — کون معجز بیان ہے ایسا
لیتے جب کوئی شے وہ غیرت ماہ — پہلے کہتے زباں سے بسم اللہ
بولے مشک آتی آپ کے تن سے — تھے عیاں معجزے لڑکپن سے
تھی کرامت یہ آپ کی ظاہر — ستر ہوتا نہ تھا کبھی ظاہر
گر فرشتے بدن کھلا پاتے — آکے جھٹ غیب سے چھپا جاتے

جلوہ گر جب وہ نونہال ہوا — کل حلیمہ کا گھر نہال ہوا
ہے روایت فرشتے آتے تھے — مہد میں آپ کو جھلاتے تھے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب میں نے دو برس بعد حضرت کا دودھ چھڑایا تب حضرت ﷺ کو مکے میں آمنہ خاتون کے پاس پہنچایا لیکن چونکہ ہم نے بہت خیر و برکت آپ کے باعث دیکھی تھی دل میں یہی تمنا اور حرص ہوتی تھی کسی طرح اور بھی چند روز آپ کا قدم ہمارے گھر رہے۔ یہ نور الٰہی ہم میں جلوہ گر رہے۔ تب ہم نے اس مدعا کی جستجو کی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ گفتگو کی۔ کہ اگر آپ اس فرزند دلبند کو چند روز ہمارے پاس ٹھہرائیں تاکہ خوب قوی اور توانا ہو جائے تو بہتر ہے اس لئے کہ مکے میں وبا کا ڈر ہے انجام کار آمنہ رضی اللہ عنہا نے پھر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے سپرد کیا پھر ہم نے ایک مدت تک آپ کو اپنے گھر رکھا۔

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ روز بروز ایسے بڑھتے تھے کہ اور لڑکے کو ہرگز یہ بالیدگی نہیں ہوتی۔

بیہقی اور ابن عساکر حلیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کو چلنے پھرنے کی طاقت ہوئی آپ گھر سے باہر آتے لڑکوں کو کھیلتے دیکھ کر ان سے علیحدہ ہو جاتے اور روایت ہے کہ آپ اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ باہر نکلتے وہ لڑکوں میں کھیلنے لگتا آپ ان سے احتراز کرتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے۔

اور بعض روایت میں جو لفظ کھیلنے کا آپ کی نسبت آیا ہے خطا ہے ظاہراً سہو راوی ہے کہ اس نے کھیلتے لڑکوں میں کھڑا ہو کر تصور کیا کہ حضور ﷺ بھی کھیلتے ہیں۔

اور روایت کی ابن سعد اور ابن عساکر وغیرہما نے کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

آنحضرت ﷺ کی بہت حفاظت کرتی کسی دور مقام تک نہ جانے دیتی ایک دن وہ غافل ہوگئی۔ شیما آپ کی ہمشیرۂ رضاعی عین دوپہر میں حضرت ﷺ کو جنگل میں جہاں بکریوں کے بچے تھے لے گئی۔ جب حلیمہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی ڈھونڈنے نکلی شیما سے کہا کہ اے۔

بیٹی تو ایسی دھوپ میں ان کو اپنے ساتھ لے کر نکلی۔ وہ بولی اے اماں میرے بھائی کو دھوپ کی آنچ بھی نہیں آئی۔ آپ کے سر پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے تھا۔ اور وہ ابر برابر ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ ہم اس جگہ آپہنچے جہاں آپ کھڑی ہیں۔ (الحدیث)

ابونعیم و ابن عساکر وغیرہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تھا میں قبیلہ بن سعد میں ایک روز اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ جنگل کو گیا ناگاہ تین شخص ظاہر ہوئے ایک طشت سونے کا برف سے بھرا ہوا ان کے پاس تھا انہوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور لڑکے خوف کھا کر اپنے گھر بھاگ گئے ان میں سے ایک شخص نے مجھ کو لٹایا بہت نرمی سے میرے سینے سے عانے تک تمام شکم چاک کر ڈالا۔

اور میں اس کی طرف دیکھتا تھا اور اپنے بدن میں کچھ تکلیف نہ پاتا تھا۔ پھر میرے شکم سے انتڑیوں کو نکال کر اس برف سے خوب دھویا اور صاف کر کے پھر شکم میں ان کو رکھ دیا۔

پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس پہلے شخص کو الگ کیا اور سینے میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکال لیا۔ پھر دل کو چیر کر اس میں سے ایک سیاہ ٹکڑا خون کا جما ہوا نکال کر پھینک دیا۔

پھر ہاتھ اپنا داہنی اور بائیں طرف بڑھایا گویا کسی چیز کے لینے کا ارادہ کرتا ہے ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی نورانی ہے کہ نظر

آدمی کی اس سے حیران ہو جائے اس انگوٹھی سے میرے دل پر مہر لگائی۔ اور میرا دل نور سے بھر گیا اور یہ نبوت اور حکمت کا نور تھا پھر رکھدیا اس شخص نے میرا دل اپنی جگہ پر۔ اور پائی میں نے اس مہر کی ٹھنڈک اپنے دل میں ایک مدت دراز تک۔ اور سیرت شامی میں ہے کہ میں اب تک اس کی ٹھنڈک اپنی رگوں اور اعضا کے جوڑوں میں پاتا ہوں پھر تیسرے نے اس شخص کو الگ کیا اور اپنا ہاتھ میرے شکم پر پھیرا اور تمام زخم بھر گیا۔

اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میرے سینے کا چاک سی کر برابر کر دیا پھر مجھ کو ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور کہا پہلے شخص نے تیسرے شخص کو کہ وزن کروان کو دس آدمی امت کے ساتھ۔ پھر اس نے مجھ کو وزن کیا اور میں غالب آیا۔ پھر کہا اسے وزن کروان کو سو آدمی کے ساتھ۔ پھر بھی میں غالب آیا پھر کہا وزن کرو ہزار آدمیوں کے ساتھ۔ پھر بھی میں غالب آیا تب اس شخص نے کہا کہ چھوڑ دو ان کو اگر تم ان کو کل امت کے ساتھ وزن کرو گے تو سب پر یہی غالب آئیں گے۔

پھر ان شخصوں نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا اور میرے سر کو اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اللہ کے پیارے مت ڈر اگر تجھ کو معلوم ہو جائے جو تجھ سے ارادۂ خیر کیا جاتا ہے البتہ ٹھنڈی ہویں آنکھیں تیری یعنی بہت خوش ہو پھر وہ تینوں شخص یہ بات کہ کر مجھ کو وہاں چھوڑ گئے اور آپ آسمان کی طرف اُڑ گئے اور میں ان کی طرف دیکھتا تھا۔

اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور میرا خاوند حضرت ﷺ کو ڈھونڈھنے نکلے آپ ﷺ کو جنگل میں کھڑا پایا اور رنگ آپ کا پیش آنے ایک امر عجیب کے متغیر تھا میرے خاوند نے آپ کو سینے سے لگایا اور پوچھا کہ اے فرزند تیرا کیا حال ہے آپ نے سب قصہ بیان فرمایا تب مجھ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید

آپ پر پریوں کا سایہ ہوا۔ تب صلاح یہ ٹھہری کہ آپ مکے میں پہنچا دیئے جائیں مبادا یہاں کسی آسیب سے ضرر پائیں۔

آخرکار میں حضور ﷺ کو لے کر مکے کو چلی جب مکے کے دروازے پر پہنچی حضور ﷺ کو بٹھا کر میں ایک طرف قضائے حاجت کے لئے گئی۔ جب واپس آ کر دیکھا کہیں حضرت ﷺ کا نشان نہ پایا تب میں نے عبدالمطلب کو یہ ماجرا جا کر سنایا۔

عبدالمطلب نے سوران قریش کو مکے کے گرداگرد دوڑایا۔ لیکن کہیں سراغ نہ پایا۔ عبدالمطلب سب لوگوں کو چھوڑ کر کعبے میں گئے اور سات طواف کیے تب غیب سے آواز آئی کہ اے گروہ قریش کچھ غم نہ کرو محمد ﷺ کا ایک خدا ہے کہ اس کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ عبدالمطلب بولے کہ اے ہاتف وہ اب کہاں ہیں غیب سے آواز آئی کہ وہ وادی تہامہ میں درخت کیلے کے نیچے اکیلے بیٹھے ہیں۔

تب عبدالمطلب سوار ہو کے وہاں گئے اور آپ کو اپنے آگے زین پر بٹھا کر لے آئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے اس شکریے میں ایک ہزار اونٹنی بڑی کوہان والی اور پچاس رطل سونا خیرات کیا اور حلیمہ کو بہت انعام اور اکرام دیا اس کی رخصت کا بڑا بھاری سرانجام کیا۔

فائدہ:

احادیث معتبرہ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ کا شق صدر چار مرتبہ واقع ہوا اول ایام شیرخواری میں جس کا ذکر ابھی گزرا دوسرے دس برس کی عمر میں چنانچہ روایت کی یہ ابو نعیم اور ابن حبان اور حاکم اور عبداللہ بن احمد نے ایسی سند سے جس کے راوی سب ثقہ ہیں اور تیسری بار جب زمانہ نزول وحی کا قریب پہنچا۔

چنانچہ روایت کی یہ ابونعیم اور بیہقی اور طیالسی وغیرہم نے اور چوتھی بار
شب معراج میں چنانچہ بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہم نے باسناد صحیح روایت کی
ہے اور پانچویں بار بھی ہونا شق صدر کا ایک روایت میں منقول ہے۔ لیکن وہ
محدثین میں غیر مقبول ہے اور حدیث صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
دیکھتے تھے آپ کے سینہ مبارک میں ایک نشان سوزن کا روایت کی یہ مسلم نے اور
حکمت شق صدر میں یہ تھی کہ جس وقت اس ذات سراپا نور کو اس عالم آب وگل
میں عبور ہوا۔ قالب خاکی اور پیکر انسانی میں ظہور ہوا۔

تب جمیع اعضا اور لوازم بشری کا آپ میں ہونا ضرور ہوا پس وہ خون
سیاہ منجمد جو کل انسانوں کے قلب میں پیدا ہوتا ہے آپ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ
نے پیدا کیا لیکن پھر بباعث تقدیس اور تنزیہ اپنے فرشتوں کو بھیج کر وہ سیاہ ٹکڑا نکلوا
لیا اس لئے کہ یہ انسان کے قلب میں شیطان کا حصہ ہے اس ذریعے سے وساوس
اور خطرات کا ہجوم دل پر ہوتا ہے آپ کے دل سے جو یہ ٹکڑا نکالا گیا شیاطین کی
وسوسہ اندازی کا محل نہ رہا۔

چنانچہ تائید اس کی حدیث صحیح سے مفہوم ہوتی ہے کہ فرمایا آپ نے ایک
جن وسوسہ انداز اور ایک فرشتہ الہام نیک کرنے والا ہر آدمی کے ساتھ ہوتا ہے
لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ بھی ہے آپ نے فرمایا ہاں
لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی میں اس کے وسواس سے سلامت رہتا ہوں
پس وہ جن بھی میرے دل میں نہیں ڈالتا مگر نیک بات۔

(روایت کی یہ مسلم نے)

اور چند بار آپ کا سینہ چاک ہونا اور دل کو برف اور آب ژالہ اور زمزم
سے دھونا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی چیز سے کدورت اور آلودگی دور کرتے ہیں
تو اس کو چند بار مبالغے سے دھوتے ہیں پس آپ کا دل بھی چند بار اللہ تعالیٰ نے

دھلوا کر صاف کرایا اور اپنے انعکاس تجلی کے لیے آئینہ مصفا اور مجلی بنایا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لڑکوں کو کھیل کی طرف میل ہوتا ہے جس وقت آپ چوتھے سال میں تھے اس وقت شق صدر سے یہ غرض تھی کہ آپ کا دل اُن خیالات اور خطرات سے پاک وصاف رہے جو لڑکوں کو بہ نسبت لہو ولعب کے پیدا ہوتے ہیں۔ اور حرکات وافعال ناشائستہ ان سے صادر ہوتے ہیں۔ بعد ازاں جب حضرت ﷺ کو دسواں سال ہوا اس وقت شق صدر سے یہ منظور تھا کہ آپ حد بلوغ کے قریب پہنچے اور آپ کا نشوونما سب اطفال عالم سے کہیں زیادہ تھا۔ آپ کا سینہ چاک کر کے دل کو پاک کیا۔ تا کہ جوانی کے خیالات اور میل معاصی وشہوات سے آپ معصوم اور محفوظ رہیں۔

بعد ازاں جس وقت ظہور نبوت اور نزول وحی کا وقت قریب آیا اس وقت اس لیے قلب کی تطہیر ہوئی تا کہ وحی الٰہی خوف مقدس مکان میں بوجہ اکمل جاگزیں ہو اور اسرار احکام الٰہی میں کسی قسم کا خطرہ مختلط نہ ہو۔ بعد ازاں شب معراج میں اس لیے دل کا تزکیہ بمبالغہ ہوا تا کہ سیر عالم ملکوت کی قوت ہو اور مشاہدۂ تجلیات ربی اور انوار صمدی کی طاقت ہو یہ وہ حکمتیں ہیں جو علمائے دین بقدر طاقتِ بشری سمجھے ہیں آئندہ خدائے ذوالجلال دانائے اصل ہے۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

اس کے اسرار کوئی کیا جانے — حکمتیں اپنی بس خدا جانے

وہ نبی جس کا سینہ ہو کر چاک — ہو گیا کل کدورتوں سے پاک

آئے جبرئیل اور میکائیل — نور سینے میں کر گئے تحویل

سینہ دھو دھو کے آب رحمت سے — بھر دیا دل کو نور حکمت سے

عالم خاک وباد میں آکر پڑ گئی تھی جو گرد موتی پر
اب فرشتوں نے دھو کے گردو غبار کر دیا اس کو مطلع الانوار
صاف پہلے سے تھا وہ دریتیم چمکی اب اور بھی شعاع عظیم
چاند میں داغ کا نشاں نہ رہا شمع میں نام کو دھواں نہ رہا
حق نے اپنے حبیب کا سینہ کر کے صیقل بنایا آئینہ
واہ کیا مصطفےٰ کا سینہ ہے سربسر نور کا دفینہ ہے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور صحیح یہ ہے کہ آپ کو دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جس وقت بعد شق صدر مکے میں پہنچایا اس وقت آپ ﷺ چار برس کے تھے اور اول شق صدر آپ کا چوتھے سال واقع ہوا چنانچہ حافظ عراقی اور ابن حجر نے اس کو اختیار کیا۔

اور سال پنجم سے حضرت ﷺ کی نگہداشت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو سپرد ہوئی۔ ام ایمن حضرت عبداللہ .والد رسول اللہ ﷺ کی کنیز تھی۔روایت کی ابن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ جس وقت آنحضرت ﷺ چھ برس کو پہنچے تب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو مع اُم ایمن رضی اللہ عنہا ساتھ لے کر مدینے تشریف لے گئیں جہاں عبدالمطلب کے ماموں و نانا کا مکان تھا اور وہاں جانے سے مطلب یہ تھا کہ ان سے ملاقات کریں اور وہ لوگ آنحضرت ﷺ کو دیکھیں غرضیکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وہاں ایک مہینے قیام کیا۔ پھر مکے آنے کا سرانجام کیا۔جس وقت مقام ''ابو امیں'' پہنچیں جو مکے اور مدینے کے درمیان ہے تب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور عمران کی بیس برس کے قریب پہنچی تھی اور اسی جگہ دفن کی گئیں برقول مشہور اور کہا بعضوں نے کہ آپ کو دفن کیا حجون میں بتقدیم الحاء علی الجیم۔

(شرح مواہب)

اگر یہ دوسری روایت بھی صحیح ہو اس صورت میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اول حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابوامین دفن کیا ہو بعد ازاں نقل کر کے حجون میں دفن کیا ہو۔ (سیرت حلبی)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے بعد نبوت مدینے کو ہجرت فرمائی دار التابعہ کو دیکھ کر فرماتے تھے کہ اس مقام میں میری والدہ نے آ کر قیام کیا تھا اور یہود اس جگہ آمد ورفت کرتے تھے اور مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ یہ پیغمبر اس امت کا ہے اور یہ مدینہ مقام ان کی ہجرت کا ہے۔

(مواہب اللدنیہ)

اور عجائب کرامت ہمارے رسول مقبول ﷺ سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا اور دونوں حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے۔ چنانچہ تصحیح کی اس حدیث کی علامہ قرطبی وغیرہ نے اور یہ خاصہ ٹھہرا ہمارے نبی کریم ﷺ کا کہ آپ کے سبب بعد موت بھی ایمان لانا معتبر ہوا۔ اور یہ بات قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نہیں جو فقہ اکبر میں مذکور ہے۔ اس لئے کہ اس میں موت علی الکفر کا اثبات ہے اور حدیث میں بعد موت زندہ ہونا۔

اور ایمان لانا وارد ہوا ہے اور ظاہراً یہ حدیث روایات عدم اذن دعائے مغفرت سے متاخر ہے اس لئے کہ قصہ ایمان آمنہ کا حجۃ الوداع میں واقع ہوا ہے پس تعارض احادیث کا شبہ بھی اُٹھ گیا اور جو بعض علما نے اس پر اعتراض کیا ہے شامی شارح درمختار نے سب شبہادت کا جواب دیا ہے اور کہا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن میں نے اختیار کیا ہے قول قائلین نجات کا کیونکہ یہ آداب کا مقام ہے اور مواہب لدنیہ میں ہے خبردار خبردار ذکر والدین حضور نبی کریم ﷺ کا برائی کے ساتھ نہ چاہیے کہ اس سے ایذا پہنچتی ہے رسول اللہ ﷺ کو اور ایذا پہنچانا آپ کا کفر ہے۔

اور کہا زرقانی نے ہم بیان کر چکے تجھ سے حکم والدین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پس جب تجھ سے کوئی سوال کرے فَقُلْ هُمَانَا جِيَانِ فِي الْجَنَّةِ یعنی پس کہہ دے کہ وہ دونوں نجات پائے ہوئے ہیں جنت میں۔

اور دوسرے مقام میں لکھا ہے۔

اَلْمُخْتَارُ اَنَّ اَبَوَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاجِيَانِ O

یعنی مختار یہ ہے کہ آپ کے ماں باپ دونوں نجات یافتہ ہیں۔

القصہ جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے راستہ میں وفات پائی ام ایمن رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر پانچویں دن مکے میں آئی عبدالمطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر بہت شفقت فرمائی اور بعد ازیں عبدالمطلب اس قدر پیار اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے جو اپنے کسی فرزند سے نہ کرتے۔ اور جب کھانا کھاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلواتے اور فرماتے لاؤ میرے بیٹے کو اور اپنے برابر بٹھا کر ساتھ کھانا کھلاتے اور کبھی اپنی گود میں بٹھاتے۔ اور سب میں اچھا کھانا کھلاتے۔ اور حضرت عبدالمطلب کے واسطے ایک مسند خانہ کعبہ میں بچھائی جاتی تھی اور نہ بیٹھتا تھا کوئی شخص اس پر نہ فرزند آپ کے اور نہ سردارانِ قریش بباعث تعظیم عبدالمطلب کے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور بے تکلف اس مسند پر جلوس فرماتے۔ لیکن چونکہ آپ خردسال تھے آپ کے چچا بباعث آداب اس پر بیٹھنے سے منع کرتے حضرت عبدالمطلب فرماتے کہ بیٹھنے دو میرے فرزند دلبند کو قسم خدا کی شان اس کی عظیم ہے۔

اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسند پر بیٹھے تھے ایک آدمی نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر مسند سے اتار دیا تب آپ رونے لگے عبدالمطلب بولے میرے فرزند کو کیا ہوا کس لیے روتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ آپ کی مسند پر بیٹھنے سے منع کیا ہے عبدالمطلب بولے بیٹھنے دو میرے فرزند کو میری مسند پر بیشک وہ اپنے میں

شرافت مسند نشینی کی پاتا ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ اس لڑکے کا وہ جاہ و جلال ہو گا جو کسی عربی کو مرتبہ نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا۔

اور ایک شخص نے قوم بنی مدلج سے جو بڑے قیافہ شناس تھے اور آثار و علامت سے ہر شخص کو شان پہچانتے تھے عبد المطلب سے کہا کہ ہم نے کسی کا قدم مطابق قدم ابراہیم علیہ السلام کے نہیں دیکھا مگر قدم اس فرزند کا۔

اور ایک روز حضرت عبد المطلب خانہ کعبہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس ایک عالم سردار نصاریٰ کا بیٹھا باتیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم کتابوں میں لکھی پاتے ہیں صفت ایک نبی کی۔ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے اور وہ اسی شہر یعنی مکے میں پیدا ہو گا اور وہ ایسی ایسی صفات کا شخص ہو گا پس آنحضرت ﷺ وہاں تشریف لائے اس عالم نصرانی نے حضرت ﷺ کی پشت اور قدموں اور آنکھوں کو دیکھ کر کہا یہ وہی ہے اے عبد المطلب یہ تجھ سے نہیں۔ عبد المطلب بولے یہ میرا بیٹا ہے۔ وہ بولا کہ ہم اپنے یہاں لکھا نہیں پاتے کہ اس کا باپ زندہ ہو۔ آپ بولے کہ فی الواقع یہ میرا پوتا ہے اس کا باپ اس کو حمل میں چھوڑ کر مر گیا تھا۔ وہ بولا کہ تو سچا ہے اے عبد المطلب بعد ازاں آپ نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ دیکھو بہت حفاظت کرو اپنے بھتیجے کی تم نہیں سنتے کہ اس کے حق میں کیا بشارت دی جاتی ہے۔

اور روایت ابو نعیم اور بیہقی میں ہے کہ جس وقت سیف بن ذی یزن نے ملوک حبش پر فتح پائی اور تمام سرداران عرب اور ملوک اس کی مبارکباد کو گئے ازانجملہ حضرت عبد المطلب بھی تہنیت کو تشریف لے گئے وہ سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے گردا گرد سرداران یمن سونے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اس نے عبد المطلب اور شرفائے عرب کی خوب اعزاز و اکرام سے میزبانی کی۔ اور بہت مہربانی کی۔

بعد ایک مہینے کے خاص عبدالمطلب کو اپنے نزدیک بلا کر کہا کہ اے
عبدالمطلب میں اپنے سینے کا ایک راز مخفی کہتا ہوں کہ اس کو بہت پوشیدہ رکھنا۔
ہماری کتاب مکنون اور علم مخزون میں ہے کہ جس وقت پیدا ہو تہامہ میں ایک لڑکا
اور اس کے مونڈھوں کے درمیان ایک نشان ہو گا وہ سب کا پیشوا اور امام ہو گا اور
حاصل ہو گی تم کو بباعث اس کے سیادت تا روز قیامت اور یہ وقت اس کی پیدائش
کا ہے یا پیدا ہو چکا ہو۔

اِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ يَمُوْتُ اَبُوْهُ وَاُمُّهٗ وَيَكْفُلُهٗ جَدُّهٗ وَعَمُّهٗ ○

ترجمہ: نام ان کا محمد ﷺ ہو گا ان کے والدین مرجائیں گے بعد ازاں دادا اور
چچا ان کی کفالت فرمائیں گے۔

اور جس وقت آنحضرت ﷺ آٹھ برس کے ہوئے حضرت عبدالمطلب
اس جہان سے رخصت ہوئے ام ایمن کہتی ہیں کہ آپ جنازہ عبدالمطلب پر
روتے تھے اور آٹھ برس کے تھے اور حضرت عبدالمطلب نے مرتے وقت اپنے
بیٹے ابی طالب کو واسطے پرورش آنحضرت ﷺ کے وصیت فرمائی۔
چنانچہ ابوطالب نے بعد وفات عبدالمطلب بخوبی آنحضرت ﷺ کی
تربیت فرمائی اور یہ بات کتب قدیمہ میں علامات نبوت سے لکھی تھی چنانچہ سیف
بن ذی یزن نے بھی اس کی خبر دی تھی یہ سب روایتیں بتقدیم و تاخیر سیرت حلبی
میں مذکور ہیں۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام	اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ دو عالم کے شاہ باتمکین	خاص ملک دنا کے تخت نشین
شان رفعت جو بڑھنے والی تھی	خرد سالی سے شان عالی تھی

نور سے تھی چمکتی پیشانی　　جلوہ فرما تھا نور سبحانی
حسن ایسا دیا تھا مولیٰ نے　　دیتے جان اپنے اور بیگانے
خاص خالق کا جب ہو پیار ان پر　　کیوں نہ مخلوق ہو نثار ان پر
تھا یہ حال ان کے جد امجد کا　　بھرتے ہر دم تھے دم محمد کا
اس نبی پر ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور ابو طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیار رکھتے تھے کہ ایسا خاص اپنی اولاد سے بھی نہ رکھتے تھے اور ذکر کیا واقدی نے کہ اہل و عیال ابو طالب کے جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے سب سیر ہو جاتے اور جب جدا کھاتے سب بھوکے رہ جاتے اس لئے کہ کنبہ ابو طالب کا بہت تھا اور مال کم لہٰذا ابو طالب کا یہ قاعدہ ٹھہر گیا کہ جب اپنے بال بچوں کو صبح و شام کھانا کھلانا چاہتے ان کو فرماتے کہ ابھی ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ آجائے بیٹا میرا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور ان سبھوں کے ساتھ کھانا نوش فرماتے سبھوں کا پیٹ بھر جاتا اور آپ کی برکت سے کھانا دستر خوان پر بچ رہتا۔ (شرح مواہب)

ابو طالب سے روایت ہے کہ میں عرفات سے تین کوس ایک جنگل میں تھا جس کو ذی المجاز کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تھے مجھ کو پیاس شدت سے معلوم ہوئی میں نے بے تاب ہو کر آپ سے پیاس کی شکایت کی آپ سواری سے اُترے اور فرمایا اے چچا کیا آپ کو پیاس لگی ہے میں نے کہا کہ ہاں پس آپ نے ایڑی زمین پر ماری ناگاہ اس میں سے ایسا پانی نکلا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا پس پیا میں نے خوب سیر ہو کر پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم سیر ہو چکے میں نے کہا کہ ہاں پھر آپ نے دوسری بار اس میں ایڑی ماری وہ زمین جیسی تھی ویسی ہو گئی۔ (سیرت حلبی)

اور ابن عساکر نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں مکے میں آیائی اور وہاں پر قحط تھا پس قریش جمع ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ جنگل خشک ہو گئے اہل و عیال جان سے تنگ آ گئے آپ چلیے اور پانی خدا سے مانگیے پس ابو طالب اُٹھے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا ایسا خوبصورت گویا آفتاب ابر کے ٹکڑے سے نکلا ہے پس ابو طالب نے اس لڑکے کو دیوار مکہ سے پشت لگا کر کھڑا کیا اور اس لڑکے نے التجا کرنی شروع کی اور اپنی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور آسمان میں کہیں ابر کا ٹکڑا نہ تھا پس سب طرفوں سے ابر سمٹ کر آیا اور خوب برسا یہاں تک کہ ندیاں رواں ہو گئیں واضح ہو کہ وہ لڑکا آنحضرت ﷺ تھے چنانچہ ابو طالب نے اپنے قصیدہ لامیہ میں کہ اسی (۸۰) شعر سے بھی زیادہ ہے حضرت ﷺ کی شان میں اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شعر:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالَ الْيَتَامَى عِصْمَةً لِلْأَرَامِلِ

(مواہب اللدنیہ)

اور جس وقت آنحضرت ﷺ بارہ برس کو پہنچے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا راستے میں ایک صاحب کلیسا کے پاس اُترے۔ اس نے ابو طالب سے کہا یہ بیٹا تمہارا نہیں اور ممکن نہیں کہ اس کا باپ زندہ ہو اس لئے کہ یہ لڑکا وہ نبی ہے جس کی انتظاری ہے اور یتیم ہونا اس کی علامت ہے۔ ابو طالب نے پوچھا نبی کس کو کہتے ہیں وہ بولا جس کے پاس آسمان سے خبر آئے اور وہ اہل زمین کو پہنچائے پھر ابو طالب یہاں سے نکل کر روانہ ہوئے۔

اور پھر ایک صاحب کلیسا کے پاس اُترے اس نے بھی یہی کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں ہے اور نہیں باپ اس کا زندہ۔ چہرہ اس کا نبی کا چہرہ ہے اور آنکھ اس کی نبی کی آنکھ ہے پھر ابو طالب یہاں سے روانہ ہوئے۔

اور کل قافلہ شہر بصرے میں اترا اس میں ایک راہب رہتا تھا اس کو بحیرا کہتے تھے اور اصل نام جرجیس تھا کتب سماوی کا بڑا عالم تھا اور قبل اس کے اکثر قافلۂ قریش اس مقام پر گزر کرتا۔ بحیرا کسی سے کلام بھی نہیں کرتا تھا لیکن اس سال میں قافلہ قریش کے واسطے بہت کھانا پکوایا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنی عبادت گاہ میں بیٹھے ہوئے دور سے دیکھا تھا کہ قافلہ قریش کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور ان کے سر پر ابر سایہ کیے ہوئے ہے۔

پھر جب قافلے کے لوگ درختوں کے سایہ تلے ٹھہرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے بیٹھے اس درخت کی شاخیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر جھک گئیں۔ اور سایہ کر لیا تب بحیرا نے آدمی بھیجا۔ کہ اے گروہ قریش میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے سب صاحب چھوٹے بڑے تشریف لائیں۔ بس تمام آدمی آئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسباب پر چھوڑ آئے۔ جبکہ بحیرا نے کل قوم پر نظر کی کسی میں علامت نبوت نہ پائی اور نہ دیکھا ابر کسی کے سر پر بلکہ ابر کو دیکھا کہ اس مقام پر ٹھہرا ہوا ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے ہوئے تھے۔

تب بحیرا بولا اے گروہ قریش دیکھو کوئی تم میں باقی نہ رہے وہ بولے کہ اے بحیرا سب چلے آئے۔ ہیں مگر ایک لڑکا کم عمر باقی رہ گیا ہے پھر ایک آدمی اُٹھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لایا۔

جب بحیرا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تمام اعضائے بدن میں خوب غور کر کے دیکھا اور جب قوم نے کھانے سے فراغت پائی بحیرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام حالات خواب اور بیداری وغیرہ کے دریافت کیے پھر پشت کھول کر مہر نبوت کو دیکھ کر بوسہ دیا اور ایمان لایا اور ابو طالب سے کہا لے جاؤ اپنے بھتیجے کو گھر اپنے۔ میں ڈرتا ہوں یہود سے قسم خدا

کی اگر وہ دیکھ لیں گے اور پہچان لیں گے جس طرح میں نے پہچانا بیشک درپے شر اور ایذا کے ہو جائیں گے۔ (سیرت حلبی)

الحاصل ابو طالب روز بروز حضرت ﷺ کی بشارتیں جا بجا سنتے اور طرح طرح کی کرامات اور خرق عادات مشاہدہ کرتے اور حضرت ﷺ کے مدارج کمال بھی روز بروز ترقی پر تھے اور جب آپ کو پچیسواں سال ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہوا۔ اور جب آپ قریب نبوت پہنچے شجر اور حجر سے سلام سننے لگے۔

چنانچہ بیہقی نے روایت کی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا اظہار کرامت اور ابتدائے نبوت آنحضرت ﷺ کا۔ آپ جس پتھر اور درخت کے پاس گزر کرتے وہ حضور ﷺ کو سلام کرتا اور حضور ﷺ داہنے اور بائیں دیکھتے کسی کو نہ پاتے مگر درخت اور پتھر کہ ان میں سے آواز آتی تھی السلام علیک یا رسول اللہ (الحدیث)۔ (مواہب اللدنیہ)

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو مکے میں کہ مجھ کو وہ سلام کیا کرتا تھا قبل رسالت کے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں تھا ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے مکے میں پس نکلے ہم طرف بعض نواحی مکہ کے پس جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا تھا کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔ (سیرت حلبی)

اور جس وقت رسول اللہ ﷺ چالیس برس کو پہنچے پیر کے دن آٹھویں تاریخ ربیع الاول کو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیج کر وحی نازل فرمائی اور تمام عالم پر آپ کو نبوت عام اور رسالت تام عنایت فرمائی اور سب سے اول جبریل امین علیہ السلام نے پانچ آیتیں شروع "اقراء" کی آنحضرت ﷺ کو پڑھائیں۔

اور طرق متعددہ سے جن کا اجتماع اصلیت حدیث پر دلالت کرتا ہے روایت ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام آنحضرت ﷺ پر ظاہر ہوئے اچھی صورت اور اچھی خوشبو سے اور کہا کہ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ میرے رسول ہیں تمام جن و انس کی طرف۔ پس بلائیے آپ ان سب کو قول حق پر کہ پڑھیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

پھر جبریل امین علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا اس میں سے چشمہ پانی کا پیدا ہو گیا۔ پھر وضو کیا اس میں جبریل امین علیہ السلام نے۔ اور آنحضرت ﷺ کو بھی وضو کرایا۔ پھر جبریل علیہ السلام نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ پس دو رکعت کعبے کی طرف متوجہ ہو کر پڑھی۔ پس جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کو وضو اور نماز سکھا کر آسمان کی طرف چڑھ گئے اور آنحضرت ﷺ نے گھر آنے کا قصد کیا راستے میں جس پتھر اور کلوخ اور درخت پر گزر ہوتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔

جب آپ ﷺ گھر پہنچے اپنی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعے کی خبر کی وہ بہت خوش ہوئیں پھر آپ نے ان کو وضو کرایا اور نماز پڑھائی جس طرح جبریل علیہ السلام نے آپ کو پڑھائی تھی۔ (مواہب اللدنیہ)

اور روایت ابو نعیم میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ بتائیے مجھ کو میں آپ کے حق میں کیا اعتقاد کروں پس آپ نے ارشاد فرمایا اس کے موافق خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور کہا اشھد انک رسول اللہ یعنی میں گواہ ہوں اس بات پر کے بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (شرح مواہب)

پس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئیں ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے علی ہذا القیاس دمبدم دبدبہ شوکت

محمدی ﷺ کا بلند ہونا شروع ہوا طالبان حق کا دل آپ کے دین متین پر رجوع ہوا۔

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس سے کل جہاں کو شرف — کھینچے عالم کا دل خدا کی طرف
وحی نازل جو مصطفےٰ پہ ہو — کیوں نہ روئے زمیں منور ہو
جبریل آسمان سے آنے لگے — حق کا پیغام خاص لانے لگے
اب اترنے لگا خدا کا کلام — ہونے باہم لگے سلام و پیام
وہ نبی جس کی انتظاری تھی — کل جہاں کو امید واری تھی
وقت آدم سے یادگاری تھی — انبیا میں نوید جاری تھی
ان کا اب وقت بے گماں آیا — دورۂ آخر الزمان آیا
اترے اب ان پہ جبرئیل امین — نور سے بھر گئے زمان و زمین
کھل گئے رحمتوں کے دروازے — ہیں خوشی کے بلند آوازے
آپ جس راستے میں کرتے خرام — بھیجتے تھے شجر حجر بھی سلام
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور آنحضرت ﷺ کو وحی چند اقسام پر ہوئی تھی۔

اول: رویائے صادقہ چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب اول وحی رسول اللہ ﷺ کو شروع ہوئی آپ سچے خواب دیکھنے لگے جو کچھ خواب میں نظر آتا وہ معاملہ صبح صادق کی طرح صاف ظاہر پیش آتا۔

دوم: یہ کہ فرشتہ آپ کے دل میں وحی ڈالتا اور اس کا جسم نظر آتا چنانچہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک پورا نہ لے چکے گی رزق اپنا۔ پس ڈرو

اللہ تعالیٰ سے اور نیک طرح پر روزی طلب کرو (الحدیث)۔ (تصحیح کی اس حدیث کی حاکم نے)

سوم: یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آتا اور خطاب کرتا پس تحقیق آتے تھے جبریل علیہ السلام اور بصورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے جو صحابی نہایت خوبصورت تھے۔ روایت کی یہ نسائی نے ساتھ اسناد صحیح کے اور کبھی سوائے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے اور شکل میں بھی آتے تھے چنانچہ حدیث جبریل علیہ السلام کی باب الایمان میں بروایت مسلم و بخاری اس پر دلالت کرتی ہے۔

چوتھی: یہ کہ آپ کو آواز گھنٹی کی طرح آتی اور اس میں سے الفاظ اور معانی کا سمجھنا سوائے آنحضرت ﷺ کے کسی کو ممکن نہ تھا اور کل اقسام سے اس وحی کا آنا حضور نبی کریم ﷺ پر بہت سخت ہوتا تھا یہاں تک کہ جاڑے کے موسم میں آپ کی پیشانی مبارک سے عرق ٹپکنے لگتا تھا اور اگر حالت سواری میں اس طرح کی وحی آتی اونٹنی اس بارگران کی تاب نہ لاتی اور زمین پر بیٹھ جاتی۔

چنانچہ روایت کی یہ بیہقی نے دلائل میں اور روایت کی بخاری نے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے جو منجملہ کاتبان وحی کے ایک صحابی جلیل القدر تھے کہ نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے وحی اپنے رسول ﷺ پر اور ران پر آپ کی میری ران پر رکھی ہوئی تھی پس وحی الٰہی کا اس قدر مجھ پر بوجھ ہوا کہ میں ڈرتا تھا کہ اب میری ران ٹوٹ جائے گی۔

اور روایت کی احمد اور بیہقی نے کہ جس وقت نازل ہوئی سورۂ مائدہ اس وقت آنحضرت ﷺ اونٹنی پر سوار عرفات میں کھڑے تھے پس قریب تھا کہ بار وحی سے بازو اونٹنی کا ٹوٹ جائے۔

پنجم: یہ کہ جبریل امین علیہ السلام اپنی صورت خاص میں چھ سو بازو کے ساتھ ظاہر ہوتے اور تمام آسمان جبریل امین علیہ السلام سے بھر جاتا لیکن یہ فقط دو مرتبہ واقع ہوا ایک غار حرا میں دوسرے شب معراج میں چنانچہ صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں مروی ہے۔

ششم: یہ کہ اللہ تعالیٰ خود بغیر درمیان ہونے فرشتے کے کلام فرماتا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔

ہفتم: یہ کہ اللہ تعالیٰ صاف ظاہر ہو کر بغیر حجاب رسول اللہ ﷺ سے کلام فرماتا اور ظاہر یہ ہے کہ معراج کی رات آسمانوں کے اوپر جو آنحضرت ﷺ کو احکام اور اسرار تلقین ہوئے وہ اسی قسم سے تھے۔

ہشتم: یہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے خواب میں گفتگو فرماتا چنانچہ زہری نے روایت کی آنحضرت ﷺ سے کہ آیا میرے خواب میں آج کی رات پروردگار میرا بہت اچھی صفت میں پس پوچھا مجھ سے کہ اے محمد ﷺ تو جانتا ہے کہ کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملاء اعلیٰ میں نے عرض کی کہ نہیں پس رکھا اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے مونڈھوں کے درمیان پائی میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں۔ پس معلوم ہو گیا مجھ کو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے پھر پوچھا اے محمد ﷺ تو جانتا ہے کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملا اعلیٰ میں نے عرض کی کہ ہاں (الحدیث) (روایت کی یہ عبدالرزاق اور طبرانی وغیرہما نے مرفوعا) اور ذکر کیا حلیمی نے کہ وحی آنحضرت ﷺ پر چھیالیس طرح سے واقع ہوئی چنانچہ فتح الباری میں مذکور ہے۔ (شرح مواہب، مدارج النبوۃ)

اگرچہ دل بہت چاہتا ہے کہ اب معجزات شریف کا بھی بیان کیا جائے

لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ معجزات آپ ﷺ کے بے حد ہیں۔ نہایت کثیر التعدد ہیں۔ لکھتے لکھتے ہاتھ تھک جائیں گے۔ قلم گھس جائیں گے۔ اور معجزات شریف تمام ہونے میں نہ آئیں گے۔ اس لئے بمجبوری اس ارادے سے درگزر کرتا ہوں۔ حلیۂ شریف پر رسالے کو ختم کرتا ہوں۔

حلیۂ شریف

کہہ کے بیدل زبان سے بسم اللہ ۔۔۔ کر بیان حلیۂ رسول اللہ
اچھی محکم روایتیں لیجیو ۔۔۔ شاعرانہ کلام مت کیجیو
قامت خوشنما میانہ تھا ۔۔۔ چست اور خوش خرام رعنا تھا
مو سر رشک سنبلستان تھے ۔۔۔ نہ بہت سیدھے اور نہ پیچان تھے
رہتے حضرت کے بال اے ذیہوش ۔۔۔ تابُن گوش اور کبھی تادوش
سرمیں اک معتدل کلانی تھی ۔۔۔ سروری کی کھلی نشانی تھی
کیا ہی پیاری تھی چوڑی پیشانی ۔۔۔ چاند کی طرح صاف نورانی
پتلی پتلی بھویں تھیں خوش منظر ۔۔۔ ہووے قرباں ہلالِ عید اُن پر
ناک آلایشوں سے پاک ایسی ۔۔۔ شمع کی لَو بلند ہو جیسی
رہتیں آنکھیں بغیر سرمہ سیاہ ۔۔۔ کثرت شرم سے زمین پہ نگاہ
دونوں آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے ۔۔۔ اور رخسار گورے گورے تھے
گول چہرہ تھا پیاری صورت تھی ۔۔۔ سرخی آمیز گوری رنگت تھی

❁❁❁